

معاشرتی عُلوم

ضِلع نارووال

تیسری جماعت کے لیے



پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ - لاہور





تیار کردہ : پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور
بطور سول ٹیکسٹ بک برائے مدارس ضلع نارووال

مصنفین :
- ڈاکٹر ابراہیم خالد
- ڈاکٹر مسز منوّر ملک
- مسز شفقت علی

- مدیر : سبطِ حسن
- نگرانِ طباعت : مسز حفصہ جاوید
محمد الیاس انجم

- طابع : ہاشم قریشی

ناشر : مکتبہ القریش لاہور

مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز 7322036

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆ میرا نام ------------------------------ ہے۔

☆ میں تیسری جماعت میں ہوں۔

☆ یہ میری معاشرتی علوم کی کتاب ہے۔

ہمارا وطن

بچو! ہمارے وطن کا نام پاکستان ہے۔ یہ 14 اگست 1947ء کو بنا۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح پاکستان کے بانی ہیں۔ پاکستان کو حاصل کرنے کے لیے ہم نے بڑی بڑی قربانیاں دیں۔

پاکستان کے بنانے میں ہمارا مقصد یہ تھا کہ مسلمان ایک ایسے علاقے میں رہیں جو آزاد ہو۔ جہاں ہم آزادی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اپنے پیارے رسول حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

ہمیں اپنا قومی پرچم بہت پیارا ہے۔ ہم اس کی بہت عزت کرتے ہیں۔ ہمارے پرچم میں دو رنگ ہیں، سبز اور سفید۔ سبز رنگ یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ پاکستان میں بسنے والوں میں زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے۔ سفید رنگ ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے وطن میں دوسرے مذہبوں کے لوگ بھی آزادی سے رہتے ہیں۔ ہمارے پرچم کے سبز حصے پر چاند ستارا ہمیں آگے بڑھنے کا راستہ دکھاتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم پاکستان کو خوب صورت بنانے کے لیے محنت کریں۔



سوالات

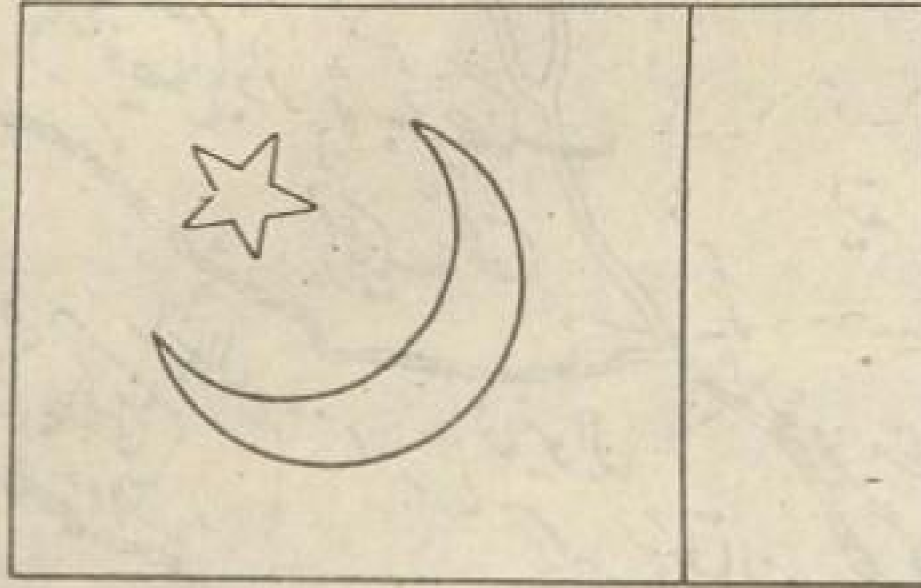
1- سوالات کے سامنے جواب لکھیں۔

(i) پاکستان کے بانی کون ہیں؟ ____________________

(ii) پاکستان کب بنا؟ ____________________

(iii) قومی پرچم میں کتنے رنگ ہیں؟ ____________________

2- پاکستان کے پرچم کے خاکے میں رنگ بھریں۔



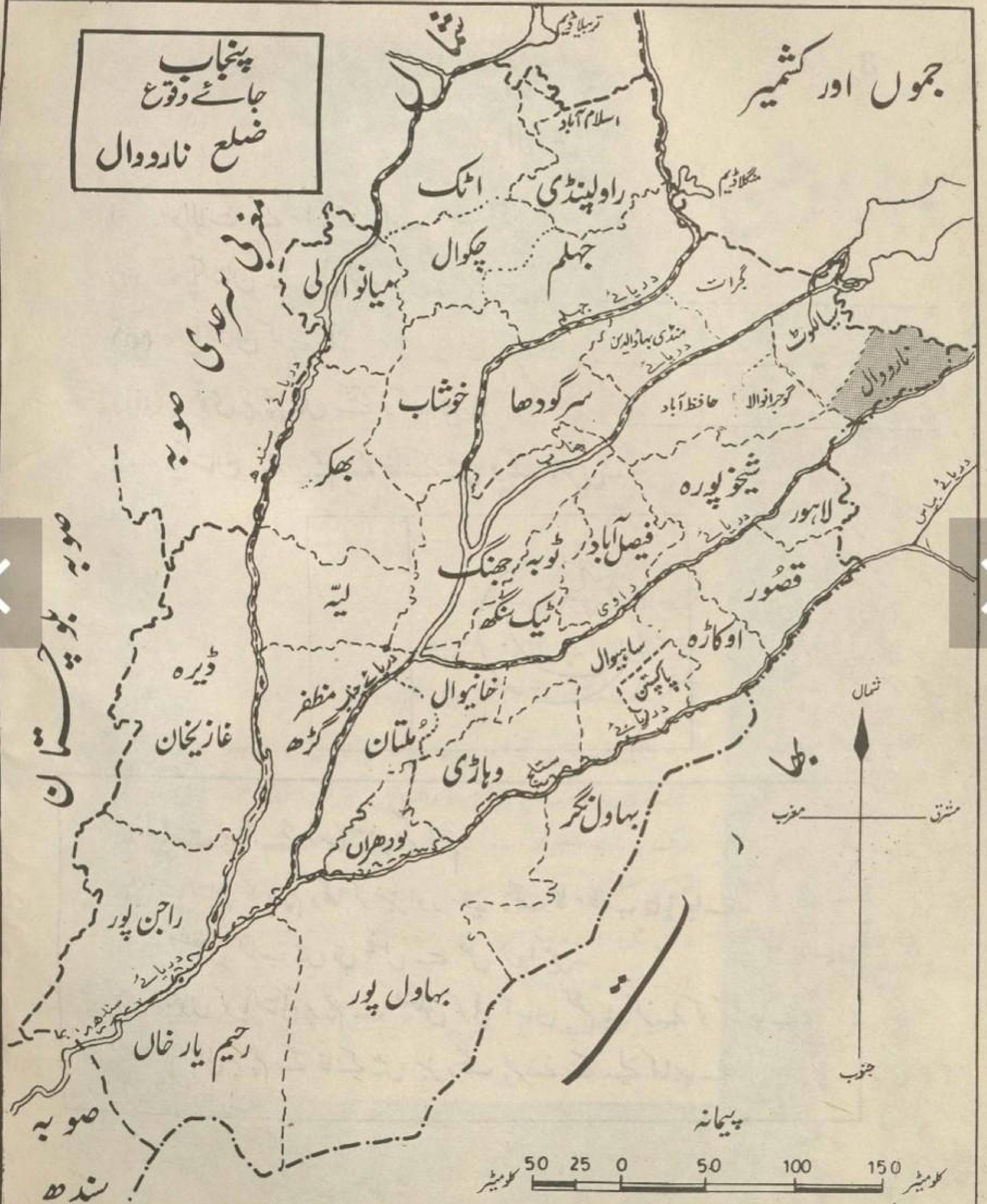
ہدایات برائے اساتذہ کرام

☆ پاکستان کا پرچم دکھا کر سبز اور سفید رنگ کا مطلب بتایا جائے۔

☆ مشقیں کتاب میں ہی پنسل سے حل کروائیں۔

☆ بچوں کو پاکستانی پرچم سے متعلق کوئی آسان نظم یاد کرنے کو کہا جائے۔

☆ پاکستانی پرچم کے خاکے میں سبز رنگ بھرنے کے لیے کہا جائے۔



پنجاب
جائے وقوع
ضلع نارووال
جموں اور کشمیر
تربیلا ڈیم
اسلام آباد
منگلا ڈیم
راولپنڈی
اٹک
چکوال
جہلم
گجرات
میانوالی
سیالکوٹ
منڈی بہاؤالدین
نارووال
گوجرانوالا
حافظ آباد
سرگودھا
خوشاب
بھکر
شیخوپورہ
لاہور
فیصل آباد
ٹوبہ ٹیک سنگھ
جھنگ
لیہ
قصور
اوکاڑہ
ساہیوال
پاکپتن
ڈیرہ غازیخان
مظفر گڑھ
خانیوال
ملتان
وہاڑی
بہاولنگر
لودھراں
راجن پور
بہاول پور
رحیم یار خاں
صوبہ سرحد
صوبہ بلوچستان
صوبہ سندھ
بھارت
شمال
جنوب
مشرق
مغرب
پیمانہ
50 25 0 50 100 150
کلومیٹر
کلومیٹر

ہمارا ضلع

حدود اربعہ بچو، یہ صوبہ پنجاب کا نقشہ ہے۔ صوبہ پنجاب میں کل 34 اضلاع ہیں۔ ہمارا ضلع نارووال بھی ان میں سے ایک ہے۔

ہمارے ضلع کے شمال میں جموں و کشمیر کی پہاڑیاں اور جنوب میں دریائے راوی بہتا ہے۔ مشرق میں بھارت کا ملک اور مغرب میں ضلع سیالکوٹ ہے۔

سطح ہمارے ضلع کا علاقہ ہموار میدان ہے۔ شکر گڑھ کے علاقے میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں بھی ہیں۔

دریا ہمارے ضلع کے جنوب میں دریائے راوی بہتا ہے۔ بہت سے ندی نالے بھی بہتے ہیں۔ کچھ نالوں میں پانی بہت تیزی سے بہتا ہے۔ نالہ بئین اور بسنتر دو مشہور نالے ہیں۔ برسات کے موسم میں یہ نالے پانی سے بھر جاتے ہیں اور کبھی کبھی تو ان کا پانی کناروں سے نکل کر ارد گرد کی بستیوں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ کھیتوں میں بھی پانی بھر جاتا ہے، جس سے فصلیں تباہ ہوجاتی ہیں۔ بہت سے جانور مر جاتے ہیں۔ سڑکیں ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں۔ اسے ہم سیلاب کہتے ہیں۔

سوالات

مختصر جواب لکھیں۔ جواب

(1) ضلع نارووال کس صوبے میں واقع ہے؟ ---------------------

تاریخ ضلع نارووال

30 - جون 1991ء تک ہمارا ضلع نارووال ضلع سیالکوٹ کی ایک تحصیل تھا۔ لیکن یکم جولائی 1991ء کو حکومت پنجاب نے اسے ایک علیحدہ ضلع بنا دیا۔ اب ہمارے ضلعے کا نام ضلع نارووال ہے۔

پرانے زمانے کی بات ہے ہمارے ضلعے پر ایک یونانی بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ سلطان محمد غوری پہلا مسلمان بادشاہ تھا جس نے اس علاقے کو فتح کیا۔ یہاں پر کئی مسلمان بادشاہوں نے حکومت کی۔ مسلمانوں کے آخری بادشاہ مغل خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مغلوں کی حکومت کمزور ہوئی تو اس علاقے پر سکھوں نے قبضہ کر لیا۔

سکھوں کے بعد انگریزوں نے اس علاقے سمیت' ہندوستان پر' سو سال حکومت کی۔ انھوں نے آج سے تقریباً 60 سال پہلے نارووال کو تحصیل کا درجہ دے دیا۔



جب قائداعظم محمد علی جناح نے انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی تو اس ضلعے کے لوگوں نے مل کر قائداعظم کا ساتھ دیا اور پاکستان حاصل کیا۔

اب ہم اپنے ضلع نارووال میں ہنسی خوشی زندگی گزار رہے ہیں۔

سوالات

1- خالی جگہ پُر کریں۔

(i) سلطان ---------- پہلا مسلمان بادشاہ تھا جس نے اس علاقے کو فتح کیا۔

(ii) مغلوں نے اس علاقہ پر ---------- سال تک حکومت کی۔

(iii) انگریزوں نے آج سے تقریباً 60 سال پہلے نارووال کو ---------- دے دیا۔

(iv) حکومت پنجاب ۔ یکم جولائی ---------- کو نارووال کو ضلع بنا دیا۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

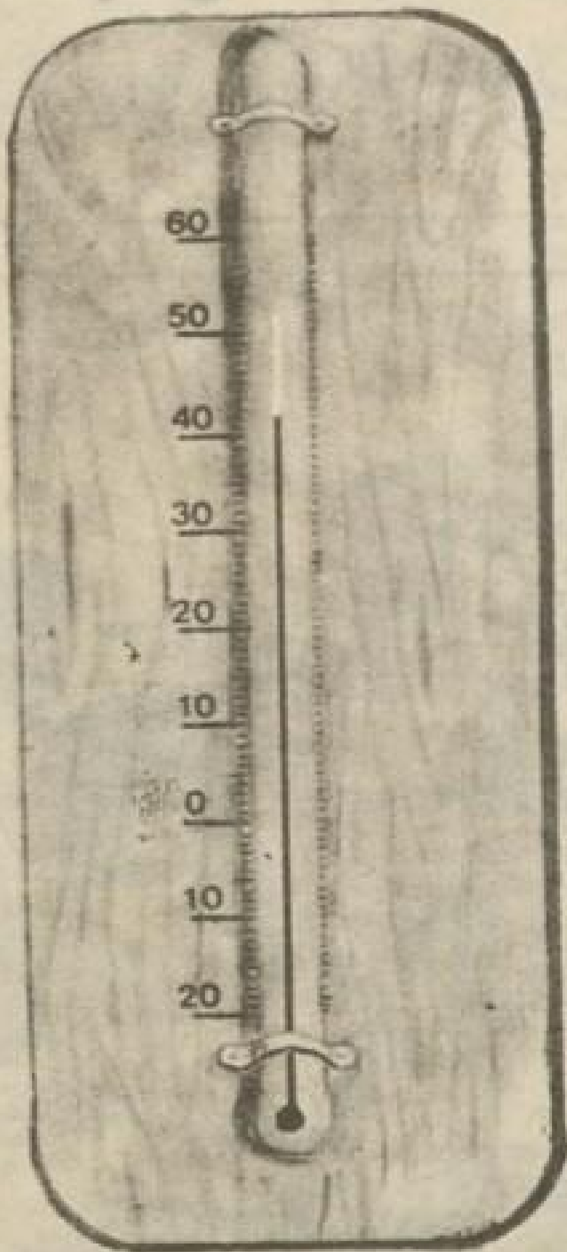
☆ بچوں سے سوالات کاپی پر پنسل سے حل کروائیں۔

☆ تاریخ کی باتیں کہانی کی طرح بیان کی جائیں۔

موسم اور آب و ہوا

گرمی کا موسم ہے۔ صبح سے بارش ہو رہی تھی۔ اب تو بارش رک گئی ہے، لیکن ہوا نہیں چل رہی۔ اس کی وجہ سے گھٹن ہوگئی ہے۔ گرمی اور ہوا میں نمی کی وجہ سے لوگ اور جانور سب پریشان ہیں۔ عامر نے اکرم سے کہا دوست، آج موسم گرم ہے۔ اکرم نے پوچھا "دوست موسم کیا ہوتا ہے؟" عامر کچھ جواب نہ دے سکا۔ اگلے دن اکرم نے استاد صاحب سے پوچھا "جناب موسم کسے کہتے ہیں؟" استاد صاحب نے بتایا:

"کچھ دنوں یا مہینوں کے لیے ہوا کی گرمی، سردی یا نمی، وغیرہ کو موسم کہتے ہیں۔"



ہمارے ضلع نارووال میں چار موسم آتے ہیں:

1. موسم گرما
2. موسم خزاں
3. موسم سرما
4. موسم بہار

موسم گرما

ہمارے ضلع نارووال میں مئی کے مہینے سے شروع ہو کر ستمبر تک گرمی رہتی ہے۔ سورج نکلتے ہی گرمی شروع ہو جاتی ہے۔ دوپہر کو لو یعنی گرم ہوا چلتی ہے۔ ہوا کی گرمی 43 درجے سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتی ہے۔ گرمیوں میں دن لمبے اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ ہمارے ضلعے میں گرمیوں کا موسم دوسرے ضلعوں کے مقابلے میں کم لمبا ہوتا ہے۔

جولائی، اگست اور ستمبر برسات کے مہینے ہیں۔ شمال سے کالی گھٹائیں اٹھتی ہیں اور تیز بارش شروع ہو جاتی ہے۔ ان مہینوں میں ہمارے ضلع نارووال کے نالے تیزی سے بہتے ہیں۔ کسان دھان بو دیتا ہے۔ اس بارش سے کھیتوں کو خوب پانی مل جاتا ہے۔

بارش تھم جانے کے بعد کھیتوں کی ہریالی اور شام کا موسم بہت پیارا ہوتا ہے۔ ان مہینوں میں کبھی کبھی سیلاب بھی آجاتے ہیں۔





موسم خزاں اکتوبر میں گرمی کی شدت کم ہوجاتی ہے۔ اکتوبر اور نومبر کے مہینوں میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے اور نہ سردی۔ اس موسم میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

موسم سرما دسمبر، جنوری اور فروری ہمارے ضلع نارووال میں سردی کے مہینے ہوتے ہیں۔ ہوا کا درجۂ حرارت کم ہو کر 22 درجے سینٹی گریڈ تک آ جاتا ہے۔ صبح اور شام کے وقت ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں۔ رات کو لحاف اوڑھے جاتے ہیں۔ دن کو گرم کپڑے، کوٹ اور سویٹر پہنے جاتے ہیں۔ آگ کے قریب بیٹھنا بہت اچھا لگتا ہے۔ موسم سرما میں بھی ہلکی بارش ہو جاتی ہے۔ جو فصلوں کے لیے بہت فائدہ مند ہوتی ہے۔

موسم بہار مارچ اور اپریل موسم بہار کے مہینے ہیں، نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے نہ زیادہ سردی، موسم خوشگوار ہوتا ہے۔ شاخیں پتوں اور پھولوں سے بھر جاتی ہیں۔ نئی ٹہنیاں نکلتی ہیں۔ بچے، جوان اور بوڑھے سب خوش نظر آتے ہیں۔



عامر، اکرم اور جماعت کے سب بچے، استاد صاحب کی باتیں سن کر خوش ہوئے۔ استاد صاحب نے ایک بار پھر بتایا کہ ہوا کا درجۂ حرارت، ہوا کی گرمی یا سردی کو کہتے ہیں۔ یہ درجۂ حرارت موسمی تھرمامیٹر سے ناپا جاتا ہے۔ سب بچوں نے موسمی تھرمامیٹر کی تصویر دیکھی۔ استاد صاحب نے بتایا۔

"اسی طرح کسی علاقے میں سارے سال کی مجموعی موسمی
حالت کو اس علاقے کی آب و ہوا کہتے ہیں۔"

استاد صاحب نے تختہ سیاہ پر موسموں کا کیلنڈر بنایا۔ اور ہر موسم کو الگ الگ رنگوں سے دکھایا۔

ہمارے ضلعے کا موسمی کیلنڈر

فروری	موسم سرما
مارچ	موسم بہار
اپریل	
مئی	
جون	
جولائی	موسم گرما
اگست	
ستمبر	
اکتوبر	موسم خزاں
نومبر	
دسمبر	موسم سرما
جنوری	



لوگ

بچو! آج ہم ضلع نارووال کے لوگوں کے بارے میں کچھ باتیں کریں گے۔ ہم سب ضلع نارووال میں رہتے ہیں۔ ضلع نارووال کے لوگ بہت محنتی ہیں۔ زیادہ تر لوگ دیہات میں رہتے ہیں۔ لوگوں کا قد درمیانہ اور رنگ گندمی ہوتا ہے۔ ہمارے ضلعے کے مرد' شلوار قمیص پہنتے ہیں' اور تہمد بھی باندھتے ہیں۔ عورتیں اور لڑکیاں شلوار قمیص پہنتی ہیں اور دوپٹا یا بڑی چادر اوڑھتی ہیں۔ عام طور پر لوگ پنجابی بولتے ہیں۔ اردو زبان ہماری قومی زبان ہے۔ کچھ لوگ اردو بھی بولتے اور سمجھتے ہیں۔

ضلع نارووال کے لوگوں کی خوراک چاول، روٹی، سبزیاں اور دال ہے۔ یہاں اچھی قسم کی مسور کی دال پیدا ہوتی ہے۔ چاول اور مسور کی دال بھی شوق سے کھائی جاتی ہے۔ کچی سبزیاں، مولی، گاجر، کھیرا، ککڑی اور ٹماٹر بھی کھایا جاتا ہے۔ امرود، کینو، مالٹا اور بیر مشہور پھل ہیں۔ ہمارے ضلع میں گنا بھی پیدا ہوتا ہے۔ بچے شوق سے گنا چوستے ہیں۔ یہ سب کچھ کھانے سے جسم میں طاقت آتی ہے اور لوگ تندرست بھی رہتے ہیں۔

ضلع نارووال میں بچے کبڈی، گلی ڈنڈا اور کُشتی کھیلتے ہیں۔ شہروں میں ہاکی اور کرکٹ بھی کھیلی جاتی ہے۔ بچے سکاؤٹنگ اور گرل گائیڈ میں بھی حصہ لیتے ہیں۔

سوالات

خالی جگہ پر کریں۔

1- ضلع نارووال کے لوگوں کی خوراک ---------- ہے۔

2- ضلع نارووال کے لوگ ---------- بولتے ہیں۔

3- ہماری قومی زبان ---------- ہے۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

☆ گفتگو کے ذریعہ بچوں سے خوراک، لباس اور کھیلوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں۔

☆ دو بچوں سے لباس اور خوراک کے بارے میں مکالمہ کروائیں۔

آبادی

استاد صاحب نے بچوں سے پوچھا' "آپ کی جماعت میں کتنے بچے ہیں۔" بچوں نے جواب دیا' "جناب 30" استاد صاحب نے کہا' "دوسری جماعت میں تو 20 بچے تھے' اب کیوں زیادہ ہوگئے؟" بچوں نے جواب دیا' "جناب 10 بچے تیسری جماعت میں اور آگئے ہیں"

استاد صاحب نے بچوں کو بتایا کہ نئے آنے والے بچوں کے لیے زیادہ جگہ' زیادہ سٹول یا چوکیاں چاہییں۔ اسی طرح اگراور بچے آتے جائیں تو تیسری جماعت کا کمرہ بھی چھوٹا ہوجائے گا اور زیادہ بچوں کو پڑھانے کے لیے ایک اور استاد کی بھی ضرورت ہوگی۔ اسی طرح ہمارے ضلعے کی آبادی بھی ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے۔

آبادی کا حساب لگانے کے لیے ایک محکمہ بنایا گیا ہے' جسے محکمۂ مردم شماری کہتے ہیں۔ اس محکمے کے آدمی گھر گھر جا کر معلوم کرتے ہیں کہ اس گھر میں کتنے لوگ رہتے ہیں۔ کتنے بوڑھے' کتنے جوان اور کتنے بچے ہیں۔ کتنے پڑھے ہوئے ہیں اور کتنے اَن پڑھ ہیں۔ یہ حساب ہر دس سال کے بعد لگایا جاتا ہے۔

محکمہ مردم شماری کے آدمی تمام باتیں ایک فارم پر لکھتے جاتے ہیں۔ پھر تمام گھروں کے فارم جمع کر کے بوڑھوں، جوانوں اور بچوں کی تعداد کو گن لیا جاتا ہے۔ اس طرح ایک گاؤں، شہر یا ضلع کی آبادی کا پتا لگ جاتا ہے۔ 1981ء کی مردم شماری کے مطابق ہمارے ضلع کی آبادی 9 لاکھ 9 ہزار تھی۔ جو 1995ء کے ایک اندازے کے مطابق 10 لاکھ 91 ہزار ہے۔ ہمارے ضلعے کی آبادی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ جب آبادی بڑھتی ہے تو کھانے پینے کی چیزوں کی بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح کپڑے، جوتے، کتابیں، مکان، سکول، ہسپتال، تانگے اور بسوں کی بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ ہر انسان اچھی طرح زندگی گزار سکے۔

سوالات

1- خالی جگہ پُر کریں۔

(i) آبادی کا حساب لگانے والے محکمے کو محکمہ -------------- کہتے ہیں۔

(ii) محکمۂ مردم شماری کے آدمی ہر -------------- سال کے بعد آبادی کا حساب لگاتے ہیں۔

(iii) ہمارے ضلعے کی آبادی -------------- ہے۔

2- جب آبادی بڑھتی ہے تو کھانے پینے کی چیزوں کی بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ جن چیزوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے ان میں سے صرف 4 چیزوں کے نام

پیشے

استاد صاحب نے جماعت میں عامر سے پوچھا "عامر آپ کے ابا کیا کام کرتے ہیں؟" "جناب میرے ابا کھیتی باڑی کرتے ہیں۔" عامر نے بتایا۔

اسلم "آپ کے ابا کیا کام کرتے ہیں؟" "جناب وہ بنک میں ملازم ہیں۔" اسی طرح اکرم نے بتایا کہ اس کے والد دکان پر کام کرتے ہیں۔

پھر استاد صاحب نے بچوں کو بتایا کہ کھیتی باڑی، بنک میں ملازمت اور دکان داری یہ سب کام ہیں۔ اسی طرح دفتروں میں کام کرنا، سکول میں پڑھانا اور کارخانوں میں کام کرنا بھی کام ہیں۔ ان سب کاموں کو پیشے کہتے ہیں۔ کام کر کے آپ کے ابا روپیہ کماتے ہیں، تاکہ آپ کے اور آپ کے گھر والوں کے لیے گھر، کپڑے، جوتے، کھانا، کتابیں اور دوسری چیزیں خرید سکیں۔

ہمارے ضلع نارووال کے مشہور کام یا پیشے یہ ہیں۔

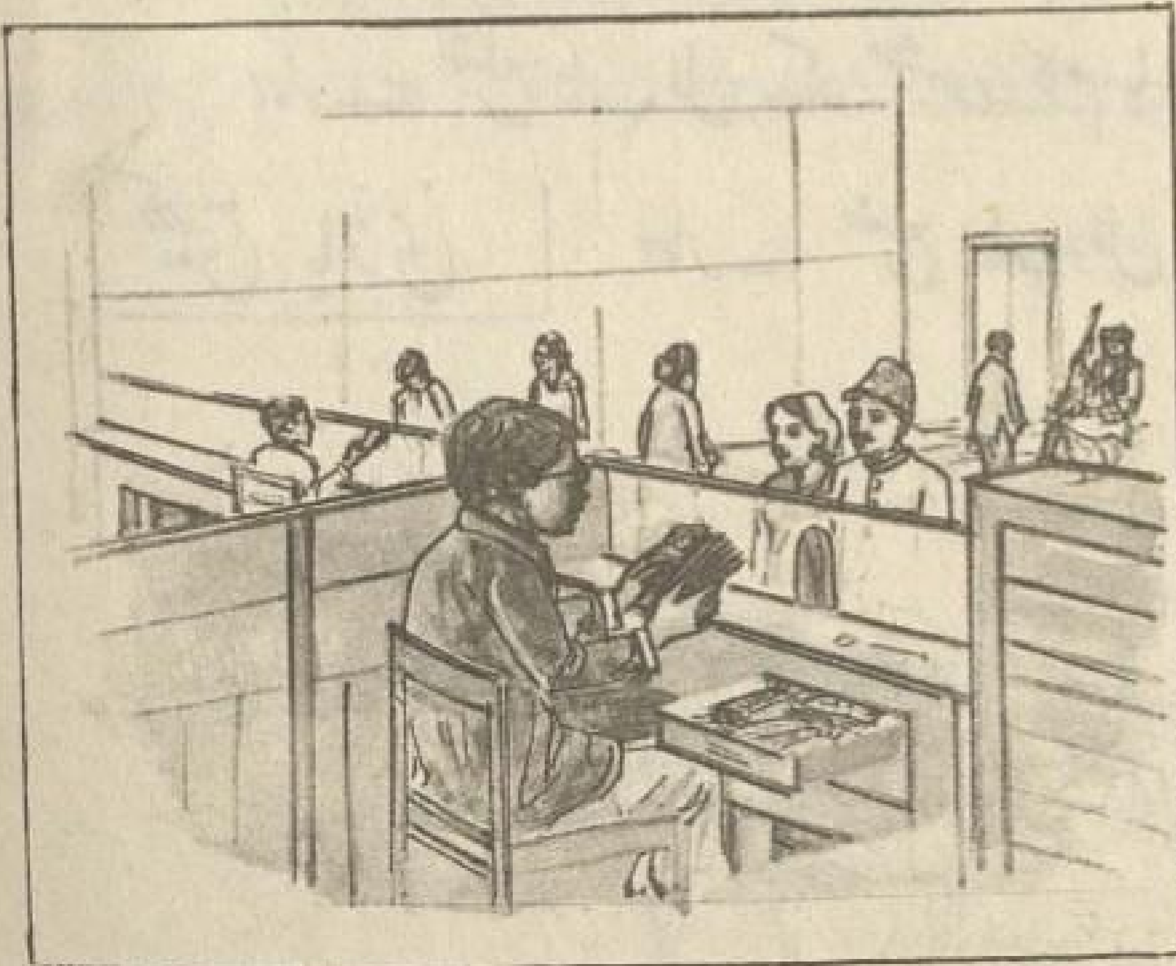
کھیتی باڑی

ہمارے ضلع نارووال کے کچھ لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔



کھیتوں میں ہل چلاتے ہیں، بیج ڈالتے ہیں، کھیتوں کو پانی دیتے اور گوڈی کرتے ہیں۔ چاول، گیہوں، دالیں اور سبزیاں اگاتے ہیں۔ پھر یہ سبزیاں کھیتوں سے نکال کر، ریڑھوں پر لاد کر منڈی لے جاتے ہیں، جہاں سے دکاندار خرید کر گاؤں اور شہروں میں بیچتے ہیں۔

جانور پالنا عامر کے چچا نے دو بھینسیں پال رکھی ہیں۔ بھینسوں سے دودھ حاصل ہوتا ہے۔ سب دودھ پی کر خوش ہوتے ہیں۔ دودھ سے دہی، لسی اور مکھن بھی بنتا ہے۔ ناصر کے ابا نے بھیڑ اور بکریاں پال رکھی ہیں۔ وہ اور ناصر ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ بھیڑوں کے جسم سے اون اتار کر بازار میں بیچ دیتے ہیں۔ اس سے کمبل اور گرم کپڑا بنتا ہے۔ بکریاں دودھ بھی دیتی ہیں۔ بھیڑ اور بکریوں کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ ناصر کی امی نے مرغیاں بھی پال رکھی ہیں۔ ہم مرغیوں کے انڈے اور گوشت بھی کھاتے ہیں۔



دفتری ملازمت اسلم کے ابا بنک میں کام کرتے ہیں۔ بنک میں بہت سے لوگ کام کرتے ہیں۔ بنک میں روپیہ جمع کروایا جاتا ہے۔ روپیہ نکلوایا بھی جا سکتا ہے۔ روپے کا حساب ایک رجسٹر میں لکھا جاتا ہے۔ بنک کے کام کی دیکھ بھال مینیجر صاحب کرتے ہیں۔

ڈاک خانہ بھی ایک دفتر ہے۔ اسی طرح اور بھی کئی دفتر ہوتے ہیں۔ سب دفتروں میں لوگوں کے لیے کام کیے جاتے ہیں۔

دکان داری ہمارے گاؤں میں بہت سی دکانیں ہیں۔ کوئی مٹھائی کی دکان ہے تو کوئی کتابوں کی ۔ کسی دکان پر جوتے بکتے ہیں تو کہیں برتن ۔ جو لوگ دکان پر سامان بیچتے ہیں انھیں دکان دار کہتے ہیں ۔ دکان داری بھی ہمارے ضلعے کا بڑا پیشہ ہے۔



کارخانوں میں کام کرنا ہمارے ضلعے میں لوگ کارخانوں میں بھی کام کرتے ہیں۔ کوئی چینی بنانے کے بڑے کارخانے میں کام کرتا ہے۔ تو کوئی کھیلوں کا سامان بنانے کے چھوٹے کارخانے میں کام کرتا ہے ۔ کارخانے میں بھی سب لوگ محنت



اور توجہ سے کام کرتے ہیں۔ چیزیں بنانے کے بعد انھیں ڈبوں میں بند کرتے ہیں اور بڑی پیٹیوں میں بھرتے ہیں۔ پھر پیٹیاں ٹرکوں میں لاد کر بڑے شہروں میں بھیج دی جاتی ہیں۔ وہاں سے دکاندار سامان خرید کر گاؤں میں لاکر بیچتے ہیں۔ کھیلوں کا سامان، کرکٹ کے بلے، فٹ بال اور ہاکیاں دوسرے ملکوں کو بھی بھیجی جاتی ہیں۔

گھروں میں سامان تیار کرنا

کچھ لوگ گھروں میں ہی اپنے ہاتھوں یا سادہ مشینوں سے سامان تیار کرتے ہیں۔ ہمارے ضلعے نارووال میں سرکنڈے سے چقیں بنائی جاتی ہیں۔ بان اور چٹائیاں گھروں میں ہی تیار کی جاتی ہیں۔ خوبصورت لوئیاں اور دریاں بھی گھروں میں ہی کھڈیوں پر بنتی ہیں۔ چادروں کو رنگنا، پھول چھاپنا اور پراندے بنانا سب کام گھروں میں کیے جاتے ہیں۔

کانسی اور پیتل سے خوبصورت برتن بنائے جاتے ہیں۔ لوہے کے ٹرنک اور بالٹیاں بھی بنائی جاتی ہیں۔ گھروں یا چھوٹی دکانوں میں تیار ہونے والے سامان کو گھریلو دستکاریاں کہتے ہیں۔

سوالات

-1 کون کہاں کام کرتا ہے۔ تیر کا نشان لگائیے۔

استاد	کارخانہ میں	بنک مینیجر	ہسپتال میں
دکان دار	مسجد میں	امام مسجد	کھیت میں
کسان	بنک میں	مزدور	مدرسہ میں
ڈاکٹر	دکان میں		

آبپاشی

حامد سکول سے واپس گھر آیا تو اسے بہت پیاس لگی ہوئی تھی۔ اس نے اپنی امی کو سلام کرنے کے بعد پانی مانگا۔ پانی پینے کے بعد بستہ اپنی جگہ رکھا اور کپڑے بدلے۔ کھانا تیار تھا لیکن حامد کی امی نے اسے کہا کہ بیٹے کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ منہ دھولو۔ بچو! کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ پینے اور ہاتھ منہ دھونے کے علاوہ پانی اور کس کام آتا ہے۔

دیکھو نا بھئی! کھانا پکانے میں بھی پانی استعمال ہوتا ہے۔ ہم پانی سے نہاتے اور کپڑے دھوتے ہیں۔ جانوروں اور پرندوں کے لیے بھی پانی بہت ضروری ہے۔ آپ نے پیاسے کوّے کی کہانی تو پہلی جماعت میں پڑھی تھی۔ یاد ہے نا! پانی پینے کے لیے اس کوّے نے کتنی محنت کی تھی۔ زمین پر جو گھاس، درخت، پودے اور لہلہاتے کھیت نظر آتے ہیں، سب پانی کی بدولت ہیں۔ اگر پانی نہ ملے تو گھاس، پودے اور درخت سوکھ جائیں۔ کھیتوں میں فصلیں اگانے کے لیے بھی پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

بچو! کیا آپ جانتے ہیں کہ کھیتوں کو دینے کے لیے ہم پانی کہاں سے حاصل کرتے ہیں؟ پانی اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو بڑے ذریعوں سے عطا کیا ہے۔ ایک بارش اور پہاڑوں پر پڑنے والی برف کے ذریعے اور دوسرا پانی کے ان ذخیروں سے جو زمین

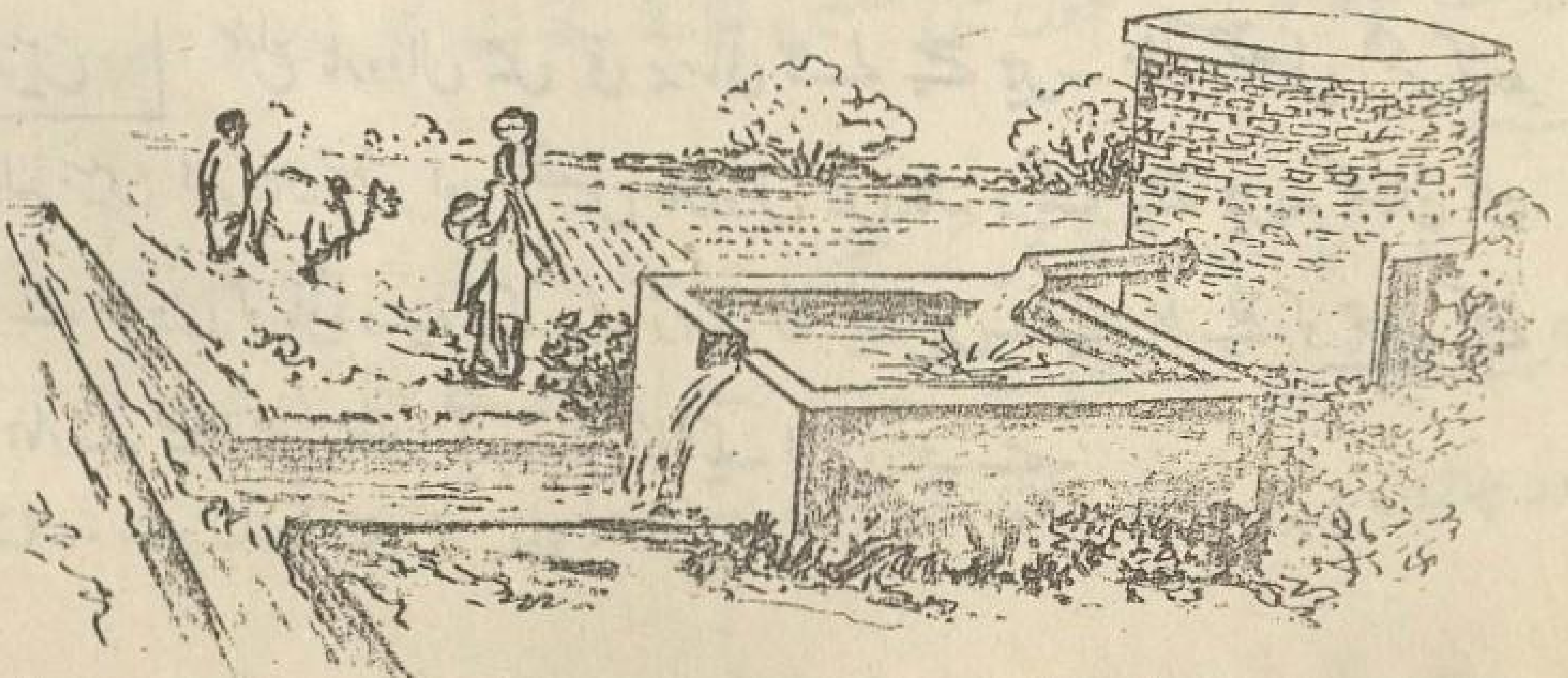
کے اندر موجود ہیں۔ بارش سے ہمارے کھیتوں کو پانی ملتا ہے۔ اس کے علاوہ بارش کا پانی ہمارے ندی نالوں اور دریاؤں میں آ جاتا ہے۔ پہاڑوں پر پڑی ہوئی برف جب گرمیوں کے موسم میں پگھلتی ہے تو وہ پانی بھی ہمارے ندی نالوں اور دریاؤں میں آتا ہے۔ دریاؤں سے نہریں نکالی جاتی ہیں۔ نہروں کا پانی بھی کھیتوں کو سیراب کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں نہریں نہ ہوں وہاں کنوؤں اور ٹیوب ویلوں سے کھیتوں کو پانی دیا جاتا ہے۔

ہمارے ضلع کے زیادہ تر کھیتوں کو بارش کا پانی ہی ملتا ہے۔ جہاں کھیتوں کو صرف بارش کا پانی ملتا ہو اسے بارانی علاقہ کہتے ہیں۔ ہمارے ضلع کا زیادہ علاقہ بارانی ہے۔ جن طریقوں سے ہم خود کھیتوں کو پانی دیتے ہیں انھیں آب پاشی کے طریقے کہتے ہیں۔ ہمارے ضلع میں آب پاشی کے طریقے نہریں، کنوئیں، ٹیوب ویل اور جھلاریں ہیں۔

جھلاریں ضلع نارووال میں کئی برساتی نالے بہتے ہیں۔ مثلاً تحصیل شکر گڑھ میں نالہ بئیں اور نالہ بسنتر اور تحصیل نارووال میں نالہ ڈیگ بہتے ہیں۔ کسان ان نالوں سے کھیتوں کو پانی دینے کے لیے رہٹ لگا لیتے ہیں۔ ایسے طریقے کو جھلار کہتے ہیں۔ ہمارے ضلع میں جھلار آب پاشی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

نہریں ضلع نارووال میں صرف ایک نہر ہے۔ یہ نہر دریائے چناب سے مرالہ کے مقام سے نکالی گئی ہے۔ اس نہر کو مرالہ راوی لنک نہر کہتے ہیں اور یہ تحصیل نارووال کے کچھ علاقے کو سیراب کرتی ہے ۔ نہر سے کھیتوں تک پانی لانے کے لیے راجباہ اور راجباہوں سے کھال نکالے جاتے ہیں۔ یہ کھال ہمارے کھیتوں تک پانی لاتے ہیں۔ کسان اپنی اپنی باری پر اپنے کھیتوں کو پانی دیتے ہیں۔ پانی کی باری مقرر کرنے کا بندوبست محکمہ آب پاشی والے کرتے ہیں۔

کنوئیں اور ٹیوب ویل ہمارے ضلعے میں صرف ایک نہر ہے۔ اس لیے کھیتوں کو پانی دینے کے لیے عام طور پر کنوئیں کھودے گئے ہیں۔ کئی جگہ ٹیوب ویل بھی لگائے گئے ہیں۔ ٹیوب ویل کا پمپ بجلی یا ڈیزل سے چلتا ہے۔ ٹیوب ویل تھوڑی ہی دیر میں زمین کے نیچے سے بہت سا پانی نکال کر کھیتوں کو دے دیتے ہیں۔



ہمارے درخت اور چراگاہیں

ثریا کے گھر کے صحن میں ایک بڑا سا درخت ہے۔ یہ درخت ثریا کے دادا جان نے لگایا تھا۔ گرمیوں میں ثریا اور اس کے بہن بھائی اس درخت کی چھاؤں میں بیٹھ کر کھیلتے ہیں۔ درخت پر ایک پینگ بھی ڈالی ہوئی ہے۔ جب جی چاہے بچے پینگ پر جھولے لے لیتے ہیں۔ پیارے بچو! یہ بتائیں کہ درخت ہمارے کس کام آتے ہیں؟ ذرا سوچیں کہ اکثر گھروں میں کھانا کیسے پکتا ہے اور ذرا اپنے سکول اور گھر میں اِدھر اُدھر دیکھیں لکڑی کی کون کون سی چیزیں نظر آتی ہیں؟

بچو! لکڑی جلانے کے کام آتی ہے۔ لکڑی سے ہم فرنیچر بناتے ہیں اور لکڑی عمارتیں بنانے میں کام آتی ہے۔ یہ ساری لکڑی ہمیں درختوں سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جہاں درخت ہوں وہاں ٹھنڈک ہوتی ہے۔ ہوا صاف ہوتی ہے۔ ہمارے ضلعے میں تو بارش اور سیلاب سے زمین کا کٹاؤ بھی ہوتا ہے۔ اگر ایسے علاقے میں درخت لگا دیے جائیں تو زمین کا کٹاؤ رک جاتا ہے۔ شہتوت کے پتوں پر ریشم کے کیڑے پالے جاتے ہیں۔ جن سے ریشمی دھاگا حاصل ہوتا ہے۔

بچو ! ہمارے ضلعے میں کچھ خود رو جنگلات پائے جاتے ہیں اور کچھ ہمارے اپنے لگائے ہوئے درخت ہیں۔ خود رو جنگل ایسے جنگل کو کہتے ہیں جہاں درخت خود بخود اُگ آتے ہیں۔ چونکہ ہمارے ضلعے میں بارش کی وجہ سے زمین میں نمی رہتی ہے، اس لیے یہاں خود رو جنگلات پائے جاتے ہیں۔ ایسے جنگلات زیادہ تر تحصیل شکرگڑھ میں ہیں۔ ان جنگلات میں شہتوت، شیشم، کیکر اور دھریک کے درخت عام ہیں۔ کیکر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ولائتی اور دوسرا دیسی۔ ولائتی کیکر کی لکڑی جلانے کے کام آتی ہے۔ دیسی کیکر کی لکڑی عمارتیں بنانے کے کام آتی ہے۔

بیلے کے جنگلات

ضلع نارووال کی جنوب مشرقی سرحد کے ساتھ دریائے راوی بہتا ہے۔ دریا کے ساتھ ساتھ زمین میں نمی رہتی ہے۔ اس لیے وہاں خود رو جنگلات پائے جاتے ہیں۔ دریا کے ساتھ ساتھ اس قسم کے جنگلات کو بیلا کہتے ہیں۔ ان جنگلات میں کیکر، سرس، پیپل اور پاپلر کے درخت عام ہیں۔

بیلے کی زمین میں کاشت کاری نہیں ہو سکتی۔ یہاں گھاس اور جڑی بوٹیاں ہوتی ہیں۔ اس لیے اسے قدرتی چراگاہ کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

نہروں اور کھالوں کے کنارے درخت ہمارے ضلعے میں نہری علاقوں میں کھالوں کے کنارے بھی درخت لگائے گئے ہیں۔ ان درختوں سے کھیت اور زیادہ خوبصورت لگتے ہیں۔ گرمیوں میں کسان جب تھک جاتے ہیں تو ان کے سائے میں آرام کر لیتے ہیں۔

سڑکوں کے کنارے درخت سڑکوں کے کنارے درخت لگے ہوئے ہوں تو سڑک سجی ہوئی لگتی ہے۔ گرمی بھی کم ہوجاتی ہے اور سفر آرام سے گزر جاتا ہے۔ خاص طور پر گڈھے اور ریڑھے پر سفر کرنے والوں اور پیدل چلنے والوں کے لیے تو یہ درخت بہت فائدہ مند ہوتے ہیں۔ مسافر جہاں چاہیں سائے میں بیٹھ کر آرام کر سکتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ گرمیوں میں سکول سے واپس گھر آتے ہوئے آپ کو دھوپ اور گرمی لگتی ہے۔ اس وقت آپ بھی کوشش کرتے ہیں کہ درختوں کے سائے میں چلیں۔

سڑکوں کے کنارے درخت لگانے کا کام محکمۂ جنگلات والے کرتے ہیں۔ انھوں نے سڑکوں کے کنارے کئی نرسریاں بھی قائم کر رکھی ہیں۔ ان نرسریوں میں وہ چھوٹے پودے اور قلمیں لگاتے ہیں۔ جہاں ضرورت ہو، نرسری سے پودے لے جاکر وہاں لگا دیتے ہیں۔ ان نرسریوں سے عام لوگ بھی پودے خرید سکتے ہیں۔

شجرکاری کے ہفتے بچو آپ نے سنا ہوگا کہ ہر سال فروری اور اگست میں

ہفتۂ شجر کاری منایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان مہینوں میں درخت لگائے جاتے ہیں۔ دراصل نئے پودے لگانے کے لیے یہ دو مہینے بہت ہی اچھے ہوتے ہیں۔ فروری میں بہار کے موسم کا آغاز ہوتا ہے۔ درختوں کی کونپلیں پھوٹ رہی ہوتی ہیں۔ نئے پودوں کے لیے بھی زمین میں جڑ پکڑنا بہت آسان ہوتا ہے۔ اسی طرح اگست میں بارش ہونے کی وجہ سے زمین میں کافی نمی ہوتی ہے۔ نئے پودے جلدی جڑ پکڑ لیتے ہیں۔ اس لیے محکمۂ جنگلات والے ان دنوں بہت سے نئے درخت لگاتے ہیں۔ وہ لوگوں سے بھی درخت لگانے کے لیے کہتے ہیں۔ ان دو مہینوں میں وہ پودوں کی گاچیاں مفت یا سستے داموں دے دیتے ہیں۔

محکمۂ جنگلات کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ ہمارے پیارے نبیؐ کا بھی فرمان ہے کہ درخت لگانا ثواب ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک درخت لگاؤ جنت میں جگہ بناؤ۔



پچھلے سال ناصر نے پاپلر کا ایک پودا لگایا تھا۔ شروع میں اس نے پودے کے اِرد گرد کانٹے دار خشک ٹہنیوں کی باڑ لگا دی' تاکہ نئے پودے کو بکریاں یا کوئی اور جانور نہ کھا سکے اور نہ ہی اکھاڑ سکے۔ ایک سال میں وہ پودا خوب بڑا ہوگیا ہے۔ ناصر اپنے لگائے ہوئے پودے کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔ اس سال آپ بھی ایک پودا گھر یا گھر کے پاس ضرور لگائیں اور پھر دیکھیں کہ آپ کے چوتھی جماعت میں جانے تک وہ کتنا بڑا ہوجاتا ہے۔

پھل دار درخت ہمارے ضلعے کے نہری علاقوں میں سنگترے ، مالٹے ، کینو اور لیموں کے درخت لگائے جاتے ہیں۔ یہ درخت کھیتوں میں کچھ فاصلے پر لگائے جاتے ہیں تاکہ درمیانی زمین میں فصلیں بھی کاشت کی جاسکیں۔ اس کے علاوہ امرود اور جامن کے درخت بھی ہمارے ضلعے میں پائے جاتے ہیں - شہتوت تو عام پایا جانے والا درخت ہے۔ اس پر میٹھے شہتوت لگتے ہیں۔ بچے یہ شہتوت شوق سے کھاتے ہیں۔

سوالات

1- ضلع نارووال میں پائے جانے والے درختوں کے نام لکھیں۔

2- درختوں کے پانچ فائدے لکھیں۔

3- خالی جگہ پُر کریں۔

(i) ریشم کے کیڑے ―――――― کے پتوں پر پالے جاتے ہیں۔

ہمارے ضلعے کی فصلیں

ہمارے ضلعے کے زیادہ لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ کسان سارا سال محنت کرتے ہیں۔ وہ سال میں دو دفعہ فصلیں کاشت کرتے ہیں۔ کچھ فصلیں موسم سرما میں کاشت کی جاتی ہیں۔ ان کو ربیع کی فصلیں کہتے ہیں۔ ہمارے ضلعے میں ربیع کی فصل میں گندم، چنا، جو اور مسور شامل ہیں۔ موسم گرما میں کاشت کی جانے والی فصلوں کو خریف کی فصلیں کہتے ہیں۔ خریف کی فصل میں چاول، گنا، مکئی، باجرہ، ماش اور تل وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے ضلع میں کچھ گرم مصالحہ بھی کاشت کیا جاتا ہے۔

گندم

گندم ہماری روزانہ خوراک کا ضروری حصہ ہے۔ اس سے آٹا،



میدہ اور سوجی بنائی جاتی ہے۔ گندم ربیع کی فصل ہے یہ سردیوں کے شروع میں کاشت کی جاتی ہے۔

کسان ستمبر کے مہینے سے ہی گندم بونے کی تیاری شروع کر دیتا ہے۔ اگر ستمبر میں بارش ہو جائے تو کسان فوراً کھیت میں ہل چلا دیتا ہے اور پھر سہاگے سے زمین کو ہموار کر دیتا ہے۔ اس طرح بارش کی نمی زمین میں ہی رہتی ہے۔ اکتوبر میں کسان دوبارہ ہل چلا کر کھیت تیار کرتا ہے اور بیج ڈال دیتا ہے۔

گندم کے لیے سردیوں میں بارش بہت ضروری ہے۔کہتے ہیں کہ سردیوں میں بارش کا ایک قطرہ گندم کے لیے سونے کی بوند ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بارش سے گندم کی فصل خوب بڑھتی ہے۔

فروری تک گندم میں سٹے لگ جاتے ہیں اور اپریل تک فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے۔ گندم کی پکی ہوئی فصل بہت خوبصورت لگتی ہے۔ اپریل کے آخر میں کسان گندم کی کٹائی شروع کر دیتے ہیں۔ وہ درانتی سے گندم کاٹتے ہیں اور ان کے گٹھے بنا کر رکھتے جاتے ہیں۔ کٹائی کے موسم میں کھیتوں میں خوب رونق ہوتی ہے۔

گندم کی فصل کٹ جائے تو بیلوں کی مدد سے گہائی کی جاتی ہے۔ گہائی سے دانے اور بھس یا توڑی الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ کئی جگہ یہ کام بڑی بڑی مشینوں سے کیا جاتا ہے۔ ایسی مشین کو تھریشر کہتے ہیں۔

بُھس یا تُوڑی مویشیوں کو چارے کے طور ڈالی جاتی ہے۔

چاول یوں تو چاول پورے ضلع میں کاشت کیا جاتا ہے۔ لیکن بیٹ کے علاقے میں اس کی کاشت زیادہ ہوتی ہے - چاول خریف کی فصل ہے۔ اسے بہت زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ چاول کے کھیت میں بوائی سے لیکر کٹائی تک پانی کھڑا رہنا چاہیے۔

چاول کی کاشت کے لیے کسان کو بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ پہلے چاول کے بیج چھوٹی چھوٹی کیاریوں میں اُگائے جاتے ہیں۔ چاول کے ان چھوٹے پودوں کو پنیری کہتے ہیں۔ جب پنیری تیار ہو جاتی ہے تو کسان چاول کے لیے کھیت تیار کرتا ہے۔ چاول کے کھیت ہموار رکھے جاتے ہیں اور اس کے کنارے ذرا اونچے بنائے جاتے ہیں تاکہ کھیت میں پانی کھڑا رہ سکے۔ جب کھیت میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے تو کسان اور اس کے ساتھی پنیری کا ایک ایک پودا ہاتھ سے کھیت میں لگاتے ہیں۔

چاول کی فصل ذرا بڑی ہو جائے تو ہوا میں لہلہاتے یہ کھیت بہت ہی خوبصورت لگتے ہیں۔ چاول کے کھیت کی خوشبو بھی دور دور پھیل جاتی ہے۔ چاول کی فصل اکتوبر کے آخر تک پک کر تیار ہو جاتی ہے۔ کسان اور اس کے گھر والے مل کر فصل کاٹتے ہیں۔ جب کٹے ہوئے پودے بالکل خشک ہو جاتے ہیں تو پودوں سے دھان الگ کی جاتی ہے۔ یہ بھی بہت محنت کا کام ہے۔ پودوں سے دھان الگ کرنے کے لیے انھیں زور زور سے زمین پر مارا جاتا ہے۔ دھان کو ہمارے علاقے میں مونجی کہتے ہیں۔ دھان سے چاول الگ کرنے کے لیے مشینوں سے کام لیا جاتا ہے۔

ان مشینوں کو چاول چھڑنے والی مشین کہتے ہیں۔

چاول کے پودے کے باقی حصے کو پرالی کہتے ہیں۔ پرالی کئی کام آتی ہے۔ یہ مویشیوں کو چارے کے طور ڈالی جاتی ہے۔ پرالی سے کاغذ اور گتا بھی بنایا جاتا ہے۔

گنا گنا بھی خریف کی فصل ہے۔ گنے کی فصل کو کماد بھی کہتے ہیں۔ گنا زیادہ زرخیز زمین میں ہوتا ہے۔ اسے زیادہ کھاد اور زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔



گنے کی کاشت فروری کے مہینے میں کی جاتی ہے۔ نومبر اور دسمبر میں کماد تیار ہو جاتا ہے۔ ان دنوں کسان اپنے کھیتوں میں ہی بیلنے لگا لیتے ہیں - بیلنے سے گنے کا رس نکالتے ہیں۔ پھر بڑے بڑے کڑاہوں میں رس سے گڑ اور شکر تیار کرتے ہیں - گڑ اور شکر بنانے کے علاوہ گنے کا رس بھی پیتے ہیں۔ سردیوں میں گنے کے رس کی کھیر بہت مزے دار لگتی ہے۔

کچھ گنا پسرور کی شوگر مل کو بھیج دیا جاتا ہے۔ مل میں مشینوں کے ذریعے اس سے رس نکال کر چینی تیار کی جاتی ہے۔



باجرہ اور مکئی باجرہ اور مکئی بھی اس علاقے کی اہم فصلیں ہیں۔ یہ دونوں خریف کی فصلیں ہیں۔ یہ سردیوں میں پک کر تیار ہو جاتی ہیں۔ ہم لوگ باجرے اور مکئی کی روٹی ساگ کے ساتھ شوق سے کھاتے ہیں۔ مکئی کے بھٹے آگ پر بھون کر بہت اچھے لگتے ہیں۔

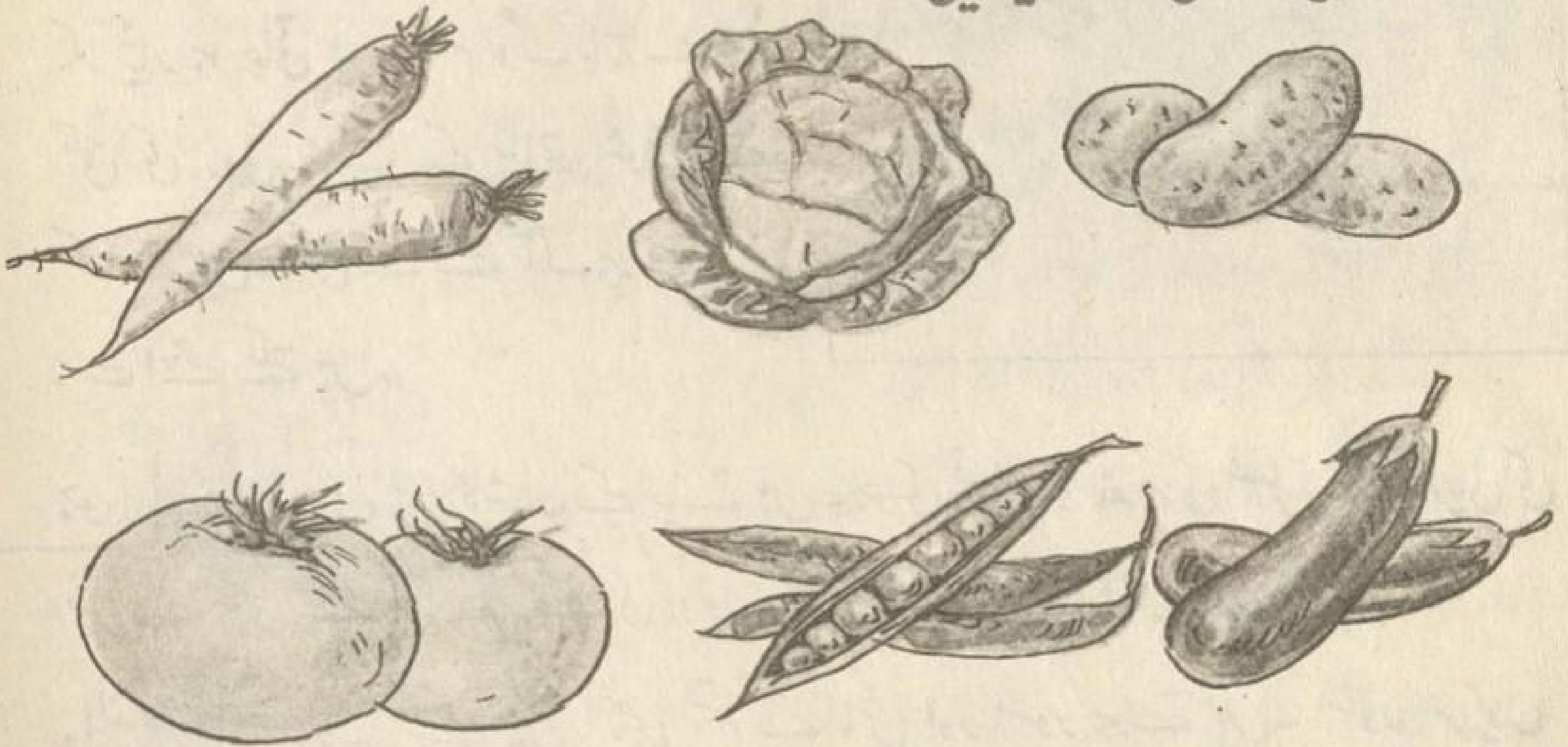
جو جو سردیوں میں کاشت کیے جاتے ہیں۔ جو کی فصل کو گندم کی فصل سے کم پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے ضلعے کی دونوں تحصیلوں میں جو کی کاشت کی جاتی ہے۔

دالیں ہمارے ضلعے میں اچھی قسم کے ماش اور مسور ہوتے ہیں۔ مسور سردیوں میں اور ماش گرمیوں میں کاشت کیے جاتے ہیں۔ بچو! ہمیں اپنی خوراک میں دالیں شامل کرنی چاہییں ۔ دالیں گوشت کا ایک اچھا متبادل ہیں۔ ان میں ویسی ہی غذائیت ہوتی ہے جیسی گوشت میں پائی جاتی ہے۔

ہمارے ضلعے کے ماش اور مسور پاکستان کے دوسرے ضلعوں کو بھیجے جاتے ہیں۔

چری اور چارا جانوروں کے چارے کے لیے برسیم اور لوسرن کاشت کی جاتی ہے۔ جنتر اور چری بھی چارے کے لیے کاشت کی جاتی ہے۔ خشک چارے میں گندم سے حاصل ہونے والی توڑی اور چاول سے حاصل ہونے والی پرالی شامل ہے۔

سبزیاں ہمارے ضلعے میں تقریباً ہر قسم کی سبزیاں کاشت کی جاتی ہیں۔ سردیوں میں آلو، گوبھی، پالک، شلجم، مولی، گاجر، ٹماٹر، مٹر اور میتھی ہوتے ہیں۔ گرمیوں کی سبزیوں میں کدو، توری، بھنڈی اور کریلے ہیں۔



پیارے بچو! سبزیوں کا استعمال ہماری صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔ ہمیں اپنی خوراک میں روزانہ سبزی شامل کرنی چاہیے۔ جو سبزی بھی گھر میں پکائی جائے اسے شوق سے کھائیں۔ کئی سبزیاں کچی بھی کھانی چاہئیں۔ جیسے گاجر، مولی اور ٹماٹر وغیرہ۔ یہ کچی سبزیاں کھانے میں مزے دار بھی لگتی ہیں اور صحت کے لیے بھی مفید ہیں۔

منڈیاں کسان اپنی فصلوں کو اچھے داموں فروخت کرنے کے لیے انھیں منڈی لے جاتے ہیں۔ منڈی تک اپنی پیداوار لے جانے کے لیے کسان عام طور پر ریڑھے، گڈھے اور ٹریکٹر کا استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے ضلعے میں شکر گڑھ اور نارووال میں سبزی منڈی اور غلہ منڈی ہے۔ اس کے علاوہ سوبھانگھ اور بدوملہی میں بھی سبزی منڈیاں ہیں۔

پالتو جانور

یہ ایک کسان کا گھر ہے۔ اس گھر کے صحن میں ایک طرف کھرلی بنی ہوئی ہے۔ کھرلی پر ایک بھینس اور دو بیل بندھے ہوئے ہیں۔ بھینس سے گھر والوں کو تازہ اور خالص دودھ حاصل ہوتا ہے۔ مکھن، دہی اور لسی کی بھی کمی نہیں ہوتی۔ اور بچو! بیل تو کسان کے کام کا ساتھی ہے۔ کھیت میں ہل چلانے کے لیے بیلوں سے کام لیا جاتا ہے۔ کسان نے اپنی فصل منڈی لے جانی ہو تو انہی بیلوں کو گڈھے میں جوت لیتا ہے۔

بچو! وہ جانور جو گھروں میں پالے جاتے ہیں۔ انھیں پالتو جانور کہتے ہیں۔ ہمارے ضلعے میں بھینس اور بیل کے علاوہ گائے، بھیڑ، بکری اور گھوڑا وغیرہ بھی پالے جاتے ہیں۔ یہ سب پالتو جانور ہمارے بہت کام آتے ہیں۔ بھینس اور گائے سے ہمیں دودھ حاصل ہوتا ہے۔ دودھ سے ہم مکھن، دہی اور لسی بناتے ہیں۔ ہم پالتو جانوروں میں سے کچھ کا گوشت بھی کھاتے ہیں۔ کچھ جانور ہماری سواری اور سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے کام آتے ہیں۔ آیئے ہم پالتو جانوروں کے بارے میں پڑھیں۔

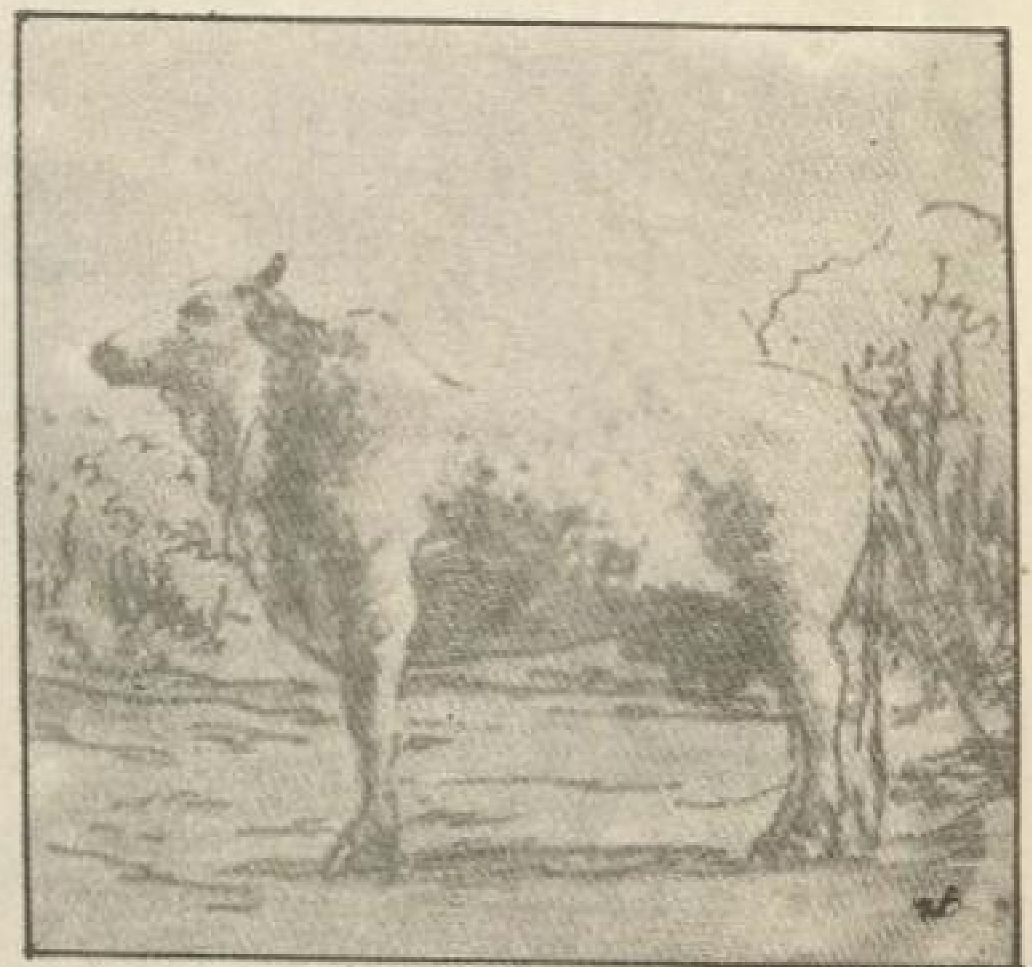
بھینس بھینس سب سے زیادہ دودھ دینے والا جانور ہے۔ بھینس کا دودھ گاڑھا اور زیادہ مکھن والا ہوتا ہے۔ اکثر لوگ بھینس کا دودھ سب سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ہمارے ضلعے میں نیلی راوی اور دیسی نسل کی بھینسیں پالی جاتی ہیں۔

نیلی راوی نسل کی بھینس زیادہ دودھ دیتی ہے۔

گائے بعض لوگ دودھ کے لیے گائے بھی پالتے ہیں۔ ہمارے ضلعے میں دو قسم کی گائیں پالی جاتی ہیں۔ ایک ساہی وال نسل کی اور دوسری دیسی نسل کی۔ ساہی وال نسل کی گائے کا رنگ عام طور پر سرخی مائل بھورا ہوتا ہے۔ یہ گائے زیادہ دودھ دینے کے لیے بہت مشہور ہے۔ دیسی نسل کی گائے بھی ہمارے ضلعے میں پالی جاتی ہے۔ اس نسل کی گائے پالنا آسان ہے کیونکہ یہ زیادہ تر کھلی چراگاہوں سے چر کر گزارہ کرلیتی ہے۔ اس گائے کی دوسری خوبی یہ ہے کہ یہ بہت کم بیمار ہوتی ہے۔

بیل ضلع نارووال میں بیل بھی دو قسم کے پالے جاتے ہیں۔ ایک ساہی وال نسل کے اور دوسرے دیسی نسل کے۔ بیل کسان کے لیے بہت فائدہ مند جانور ہے۔





یہ کسان کا ہر وقت کا ساتھی ہے۔ کھیت میں ہل چلانے کے لیے بیل کام آتا ہے۔ رہٹ کھینچنے کا کام بھی بیل کرتا ہے اور جب فصل تیار ہو جائے تو کسان بیل کو گڈھے میں جوت لیتا ہے اور فصل منڈی تک لے جاتا ہے۔ اب بہت سے کسانوں نے ٹریکٹر خرید لیے ہیں۔ ٹریکٹر سے بیل کے مقابلے میں کام جلدی ہو جاتے ہیں۔

بھیڑ بھیڑ بہت مفید جانور ہے۔ اس سے ہمیں کئی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ہم اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ اس کی اون سے سویٹر اور دوسرے گرم کپڑے بنائے جاتے ہیں - ہمارے ضلعے میں بھیڑیں بھی پالی جاتی ہیں۔ ہمارے ضلعے میں زیادہ تر لوہی نسل کی بھیڑیں پالی جاتی ہیں۔ ان بھیڑوں کا قد بڑا' رنگ سفید' بھورے رنگ کا سر اور لٹکے ہوئے لمبے کان ہوتے ہیں۔ ان بھیڑوں کے سینگ نہیں ہوتے۔
لوہی نسل کے علاوہ دیسی نسل کی بھیڑیں بھی پالی جاتی ہیں۔





بکری بکری کا گوشت ہمارے ملک میں بہت پسند کیا جاتا ہے۔ ویسے دیکھنے میں

بکری ایک خوبصورت اور چست جانور ہے۔ ہمارے ضلع میں زیادہ تر بیتل یا دیسی نسل کی بکریاں پالی جاتی ہیں۔ ان کے جسم پر سیاہ اور سفید دھبے ہوتے ہیں۔ اس کا قد بڑا ہوتا ہے۔ اس نسل کی بکری روزانہ دو تین لیٹر دودھ دیتی ہے۔ اس بکری کا گوشت بھی بہت لذیذ ہوتا ہے۔

اب ہمارے ضلعے میں چھوٹی نسل کی بکریاں بھی پالی جانے لگی ہیں۔ ان بکریوں کی نسل تیزی سے بڑھتی ہے۔ اس طرح گوشت کی ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔

گھوڑا

پالتو جانوروں میں گھوڑا بہت تیز رفتار جانور ہے۔ گھوڑا ہمیشہ سے انسان کے لیے بہت اہم رہا ہے۔ اسے سواری کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ میلوں کا سفر بغیر تھکاوٹ کے طے کرلیتا ہے۔



ہمارے ضلعے کے ہر حصے میں گھوڑے پالے جاتے ہیں۔ گاؤں اور شہر کے لوگ اس سے برابر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لوگ اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر سواری کرتے ہیں۔ اسے تانگے میں بھی جوتا جاتا ہے۔ اور بچو! تانگہ تو آپ نے ہر گاؤں اور شہر میں دیکھا ہوگا۔ تانگے پر سواری بھی ضرور کی ہوگی۔ گھوڑے کو ریڑھے میں بھی جوتا جاتا ہے۔ اس طرح گھوڑا ہمارا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے کام بھی آتا ہے۔

گھوڑا ہر طرح کا چارہ کھا لیتا ہے، خشک بھی اور سبز بھی۔ یہ اپنے مالک کو بالکل تنگ نہیں کرتا۔

سوالات

-1 مندرجہ ذیل میں سے غلط بیان پر ✕ کا نشان لگائیں۔

(i) گھروں میں پالے جانے والے جانوروں کو پالتو جانور کہتے ہیں۔

(ii) گائے سب سے زیادہ دودھ دینے والا جانور ہے۔

(iii) دیسی نسل کی گائے سست ہوتی ہے۔

(iv) بکری کا گوشت بہت پسند کیا جاتا ہے۔

(v) گھوڑا صرف دیہات میں پایا جاتا ہے۔

-2 اپنے ضلعے میں پائے جانے والے جانوروں کے نام لکھیں۔

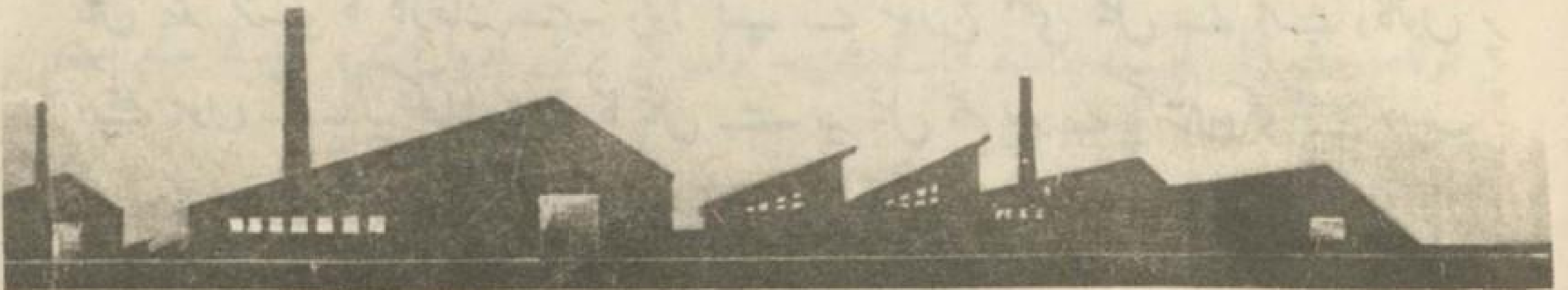
------- ------- ------- ------- -------

-3 پالتو جانوروں کے فائدے لکھیں۔

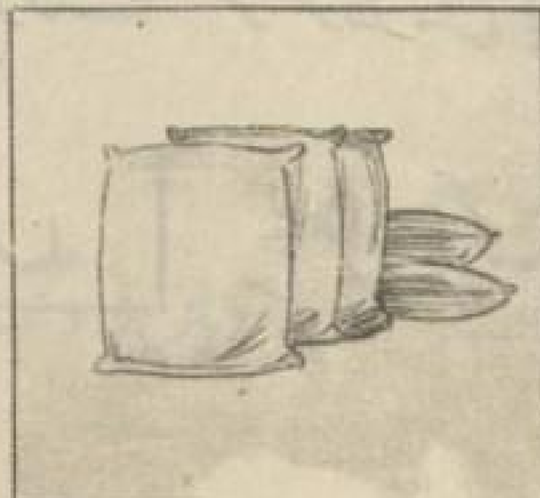
کارخانے اور دستکاریاں

آپ میں سے کئی بچوں کے ابو یا کوئی رشتے دار کسی کارخانے میں کام کرتے ہوں گے۔ کبھی آپ نے ان سے پوچھا ہے کہ کارخانے میں وہ کیا کام کرتے ہیں؟ بچو! کارخانے میں لوگ چیزیں بناتے اور تیار کرتے ہیں۔ کسی ضلعے میں جتنے زیادہ کارخانے ہوں گے اتنی زیادہ چیزیں بنیں گی۔ لوگوں کی آمدنی زیادہ ہوگی اور لوگ خوشحال ہوں گے۔

کارخانوں میں جو چیزیں بنتی ہیں وہ اپنے ضلعے کے لوگ بھی استعمال کرتے ہیں اور کچھ چیزیں دوسرے ضلعوں کو بھیج دی جاتی ہیں۔ اس طرح آپس میں لین دین بڑھتا ہے۔











کارخانے کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ہمارے ضلعے میں گندم پیسنے، چاول چھڑنے، تیل نکالنے اور اسے ڈبوں میں بند کرنے کے کارخانے ہیں۔

گندم پیسنے کے کارخانے شکر گڑھ اور نارووال میں گندم پیسنے کے کارخانے ہیں۔ ان میں گندم سے آٹا، میدہ اور سوجی تیار کی جاتی ہے۔ یہ تینوں چیزیں ہماری خوراک کا ضروری حصہ ہیں۔

چاول چھڑنے کے کارخانے چاول چھڑنے کے کارخانے نارووال، قلعہ سوبھا سنگھ اور بدوملہی میں ہیں۔ کسان گڈھوں اور ٹریکٹروں پر دھان لاد کر ان کارخانوں میں لاتے ہیں۔ یہاں دھان سے چاول اور بُھس الگ الگ کر دیا جاتا ہے۔ چھڑائی کے موسم میں ان کارخانوں میں دن رات کام ہوتا ہے۔

تیل کے کارخانے نارووال میں سورج مکھی سے تیل نکالنے اور اسے ڈبوں میں بند کرنے کا کارخانہ ہے۔ بچو! آپ نے سورج مکھی تیل کے ڈبے دکانوں پر دیکھے ہوں گے۔ یہ کھانا پکانے کا تیل ہے۔ یہ تیل ہم پورے پاکستان کو بھیجتے ہیں۔

دوسرے تیل والے بیجوں، جیسے سرسوں، تل اور السی وغیرہ سے تیل نکالنے کے چھوٹے چھوٹے کارخانے شکر گڑھ میں ہیں۔

گھریلو دستکاریاں بعض لوگ اپنے گھروں یا چھوٹی دکانوں پر بھی

چیزیں بناتے ہیں ایسے کاموں کو گھریلو دستکاریاں کہتے ہیں۔ ایسے کام کرنے سے لوگوں کو آمدنی بھی ہوتی ہے اور فارغ وقت بھی اچھا گزر جاتا ہے۔ ہمارے ضلعے کے کئی شہروں اور قصبوں میں بھی کاریگر اپنے اپنے گھروں یا دکانوں میں خاص خاص چیزیں بناتے ہیں۔

ہمارے، ضلعے میں شہتوت کے درخت عام ہیں۔ ان کے پتوں پر ریشم کے کیڑے پالے جاتے ہیں۔ پھر ریشم کی ٹونٹیوں سے ریشم کا دھاگہ تیار کیا جاتا ہے۔ سکھوچک میں ریشم کے دھاگے سے کھڈیوں پر ریشمی کپڑا بنایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سکھوچک میں لنگیاں بھی تیار کی جاتی ہیں۔

نارووال میں گرم لوئیاں تیار کی جاتی ہیں اور شکرگڑھ میں عام قسم کے قالین تیار کیے جاتے ہیں۔

قلعہ سوبھا سنگھ اور نارووال میں پیتل اور کانسی کے برتن بنتے ہیں۔ ان برتنوں پر خوبصورت بیل بوٹے بنائے جاتے ہیں۔ لوگ یہ برتن گھروں میں سجانے کے لیے خریدتے ہیں۔

سوالات

-1 خالی جگہ پُر کریں۔

(i) جس ضلعے میں زیادہ کارخانے ہوں وہاں لوگ ---------- ہونگے۔

ذرائع آمد و رفت

اسلم نور کوٹ کا رہنے والا ہے۔ عید آنے والی تھی۔ اسلم کے ابو نے کہا کہ چلو شکرگڑھ چلیں۔ وہاں سے سب کے لیے عید کے کپڑے اور جوتے لے آئیں۔ انھوں نے بس سے جانے کا فیصلہ کیا۔ راستے میں اسلم نے دیکھا کہ ایک کار پیچھے آئی اور تیزی سے بس سے آگے چلی گئی۔ اسلم نے اپنے ابو سے کہا کہ دیکھیے کار کتنی تیز جا رہی ہے! پھر اس نے پوچھا کہ ابو سب سے تیز سواری کونسی ہے۔ وہ بولے کہ سب سے تیز سواری تو ہوائی جہاز ہے۔ لیکن وہ صرف بڑے بڑے شہروں کو جاتا ہے۔ پھر انھوں نے اسلم کو بتایا کہ پرانے زمانے میں تو سفر کرنا بہت مشکل تھا۔ اکثر لوگ تو پیدل ہی ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تھے۔ کچھ لوگ گھوڑوں اور اونٹوں پر سفر کرتے تھے۔ کہیں دور جانا ہوتا تو راستے میں کئی کئی دن لگ جاتے۔ اب تو اللہ شکر ہے کہ ہر شہر اور قصبے کی طرف سڑک جاتی ہے۔ لوگ بس، ویگن یا کار سے سفر کرسکتے ہیں۔ کئی شہروں کی طرف ریل گاڑی بھی جاتی ہے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا جانا آسان ہو گیا ہے۔ سامان لانے اور لے جانے میں بھی مشکل نہیں ہوتی۔ انھوں نے اسلم سے وعدہ کیا کہ واپس گھر جا کر ضلعے کا نقشہ لیں گے اور ضلعے کی سڑکوں اور ریلوں کے بارے میں بتائیں گے۔

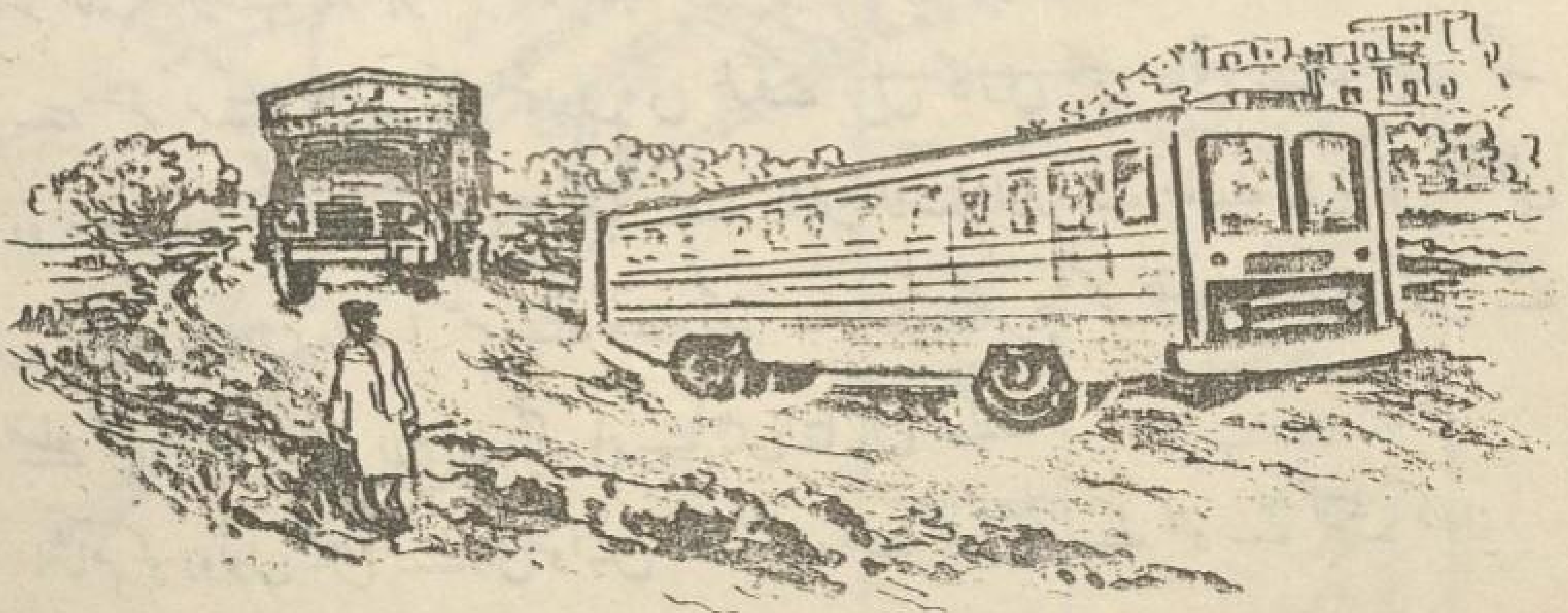
شام کو دونوں بس سے ہی واپس آئے۔ رات کو اسلم کے ابو نے نقشہ کھولا

اور ضلعے کی سڑکوں اور ریلوں کے متعلق بتانے لگے۔ آؤ بچو! ہم بھی پڑھیں کہ انھوں نے اسلم کو کیا بتایا۔

پکی سڑکیں

پکی سڑک بجری، پتھر اور تارکول سے بنائی جاتی ہے۔ یہ صاف اور سخت ہوتی ہے۔ اس پر کاریں، بسیں، ویگنیں اور ٹرک تیز رفتاری سے چل سکتے ہیں۔ نقشے پر پکی سڑکیں اس نشان ——— سے دکھائی جاتی ہیں۔

نارووال، ضلع کا صدر مقام ہے۔ یہاں سے چھ پکی سڑکیں مختلف اطراف کو جاتی ہیں۔ ایک پکی سڑک جسڑ اور نور کوٹ سے ہوتی ہوئی شکر گڑھ جاتی ہے۔ وہاں سے یہ سڑک چک امرو تک چلی جاتی ہے۔ دوسری سڑک نارووال سے علی پور سیداں اور قلعہ سوبھانگھ سے ہوتے ہوئے ضلع سیالکوٹ کو جاتی ہے۔

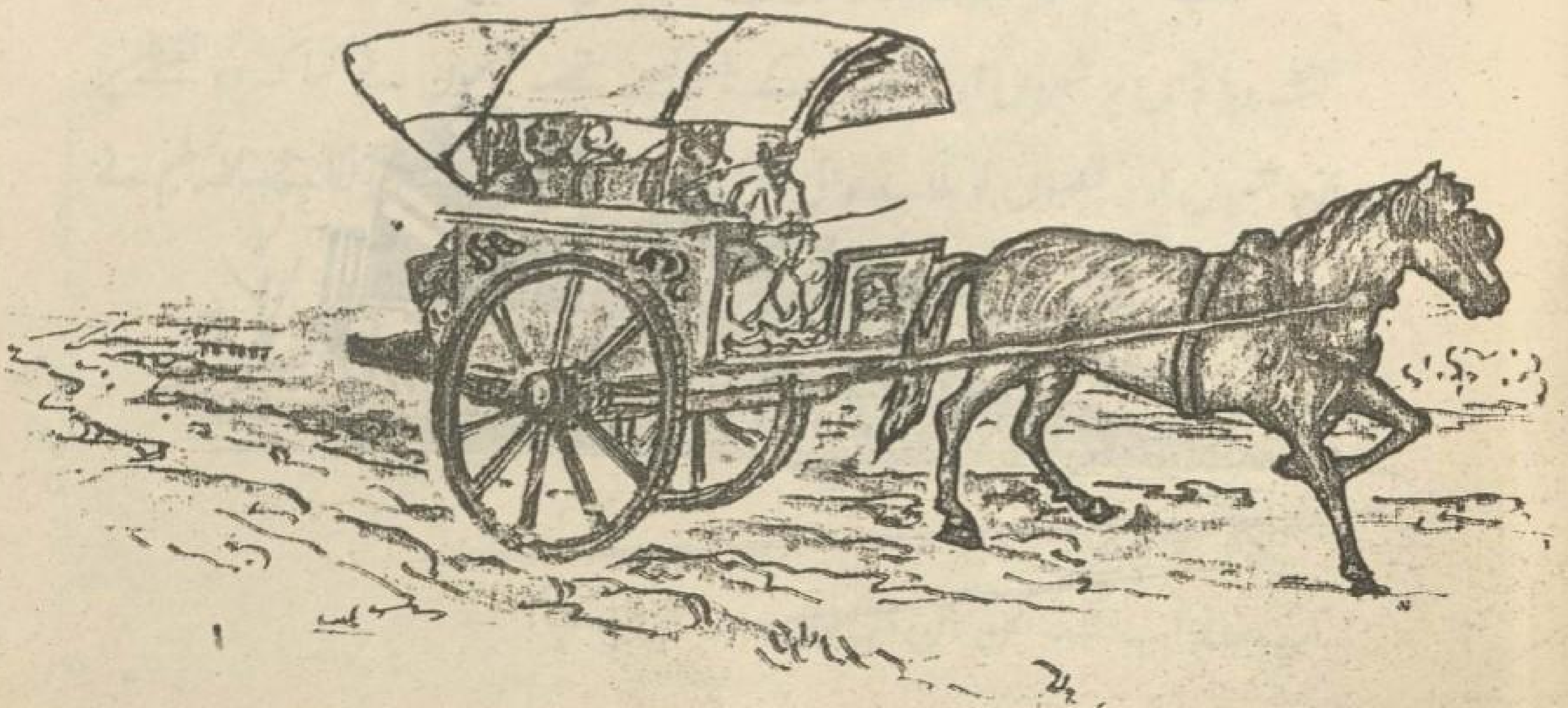


تیسری سڑک نارووال سے رعیہ خاص کے راستے ضلع لاہور کو جاتی ہے۔ چوتھی سڑک نارووال سے ہمسایہ ضلع گوجرانوالا کی طرف جاتی ہے۔ پانچویں سڑک نارووال سے ظفروال کے راستے ضلع سیالکوٹ کو جاتی ہے۔ چھٹی سڑک نارووال سے شروع ہو کر غریب شاہ اور یسر کلاں سے ہوتی ہوئی درمان چلی جاتی ہے۔

ایک پکی سڑک نور کوٹ سے غریب شاہ اور سنگرہ سے ہوتی ہوئی قلعہ سوبھا سنگھ جاتی ہے۔ ایک اور پکی سڑک نیناں کوٹ سے شروع ہو کر شکر گڑھ سے ہوتی ہوئی ظفروال تک جاتی ہے۔ شکر گڑھ سے ہی ایک سڑک اخلاص پور تک جاتی ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی چھوٹی کئی پکی سڑکیں ہیں جو مختلف قصبوں کو آپس میں ملاتی ہیں۔

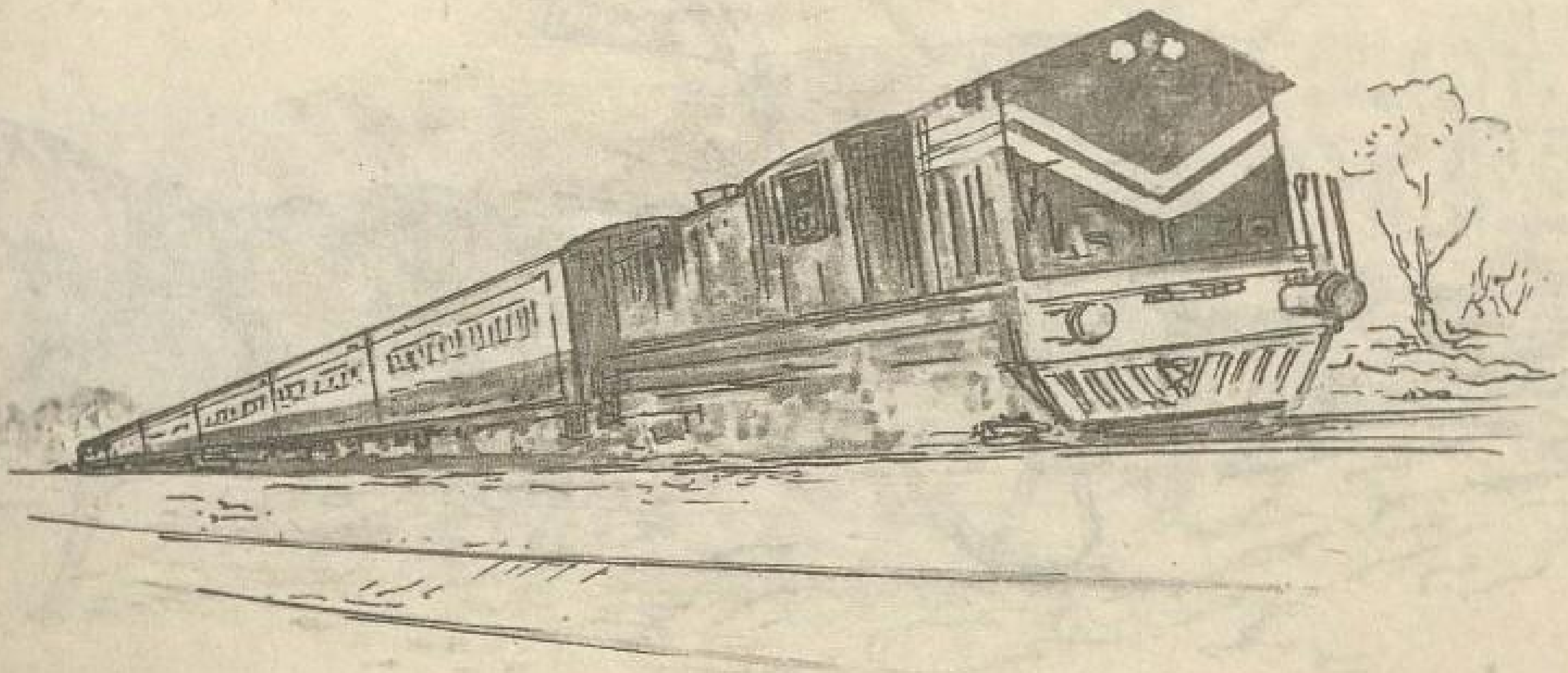
کچی سڑکیں کچی سڑک پر گردوغبار ہوتا ہے۔ تیز رفتار گاڑیاں کچی سڑک



پر نہیں چل سکتیں۔ ان سڑکوں پر گڈھے، ریڑھے اور ٹریکٹر وغیرہ چلائے جاتے ہیں۔ سفر مشکل اور آہستہ ہوتا ہے۔

ہمارے ضلعے میں ایک بڑی کچی سڑک شکر گڑھ سے یسر کلاں جاتی ہے۔ ایک اور کچی سڑک نورکوٹ سے نینان کوٹ تک جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کئی گاؤں اور چھوٹے قصبے ایک دوسرے سے کچی سڑکوں کے ذریعہ ملے ہوئے ہیں۔ نقشے پر کچی سڑک کا نشان یہ -------- ہے۔

ریلوے لائن ناروال میں ریل گاڑیوں کا جنکشن ہے۔ جنکشن اس ریلوے اسٹیشن کو کہتے ہیں جہاں سے کئی طرف گاڑیاں جاتی ہوں۔ ناروال سے ایک ریلوے لائن جسڑ اور نور کوٹ سے ہوتی ہوئی شکرگڑھ جاتی ہے اور وہاں سے چک امرو پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔



دوسری ریلوے لائن علی پور سیداں اور قلعہ سوبھا سنگھ سے ہوتی ہوئی ہمارے ہمسایہ ضلع سیالکوٹ چلی جاتی ہے۔

تیسری ریلوے لائن نارووال سے رعیہ خاص اور بدوملہی کے راستے لاہور کو چلی جاتی ہے۔ نقشے پر ریلوے لائن دکھانے کے لیے یہ +++++++++++ نشان استعمال کیا جاتا ہے۔

ریلوے لائن پر دو قسم کی ریل گاڑیاں چلتی ہیں۔ ایک مسافر گاڑیاں جن میں بیٹھ کر لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں اور دوسری مال گاڑیاں جن میں مختلف قسم کا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے۔ ریل گاڑی کی خوبی یہ ہے کہ اس میں ایک ہی دفعہ بہت سے مسافر بیٹھ جاتے ہیں اور ایک مال گاڑی میں کئی ٹرکوں کا سامان رکھا جاسکتا ہے۔

جب اسلم کو سارے راستوں کی سمجھ آگئی تو اس کے ابو نے اسے ایک نقشہ دیا جس پر شہروں اور قصبوں کے نام لکھے تھے۔ انھوں نے کہا کہ وہ نقشے پر ان شہروں اور قصبوں کو ملانے والی سڑکوں اور ریلوں کے نشان لگائے۔ اسلم نے بڑے شوق سے یہ سارا کام مکمل کیا۔

سوالات

مختصر جواب دیں۔

-1 آپ نے اب تک کن کن ذریعوں سے سفر کیا ہے؟

خبریں پہنچانے کے طریقے

ارشد کے بھائی کی شادی نزدیک آرہی تھی۔ ارشد کے کئی رشتہ دار دوسرے شہروں اور قصبوں میں رہتے ہیں۔ ان سب کو شادی پر بلانے کے لیے خط لکھے جا رہے تھے۔ بچو! ہم سب کے کوئی نہ کوئی رشتہ دار اور عزیز دوسرے شہروں اور قصبوں میں رہتے ہیں۔ کئی لوگوں کے رشتہ دار تو دوسرے ملکوں میں بھی رہتے ہیں۔ ان کا حال معلوم کرنے اور اپنی خیریت بتانے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ یہ ضرورت کبھی ہم خط لکھ کر پوری کرتے ہیں۔ کبھی ٹیلی فون اور کبھی تار کے ذریعے پوری کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا کے کونے کونے سے خبریں روزانہ ہمارے گھر تک پہنچ جاتی ہیں۔ آیئے، دیکھیں کہ پیغام اور خبریں پہنچانے کے کون کون سے طریقے ہیں۔



ڈاک ہم خط کے ذریعے اپنی بات دوسری جگہ پہنچا سکتے ہیں۔ یہ کام ڈاک کا محکمہ کرتا ہے۔ حکومت نے جگہ جگہ ڈاک خانے کھول رکھے ہیں۔ ان ڈاک خانوں کے ذریعے ڈاک ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچائی جاتی ہے۔ ہم خط لکھ کر لفافے میں ڈالتے ہیں اور پھر لفافے پر پتا لکھ کر قریبی لیٹر بکس میں ڈال دیتے ہیں۔ لیٹر بکس سرخ رنگ کا ڈبا ہوتا ہے، جس میں وہ خط ڈالے جاتے ہیں، جو ہم بھیجنا چاہتے ہیں۔ ہر روز محکمۂ ڈاک کا آدمی لیٹر بکس کھول کر خط نکال لیتا ہے اور ان خطوں پر مہریں لگا دیتا ہے۔

ایک شہر سے دوسرے شہر ڈاک کئی ذریعوں سے بھیجی جاتی ہے۔ جہاں ریل گاڑی جاتی ہو وہاں عام طور پر ڈاک ریل گاڑی سے بھیجی جاتی ہے۔ کئی شہروں کو ڈاک خاص بسوں کے ذریعے بھیجی جاتی ہے۔ جہاں بس بھی نہیں جاتی وہاں جو بھی سواری جاتی ہو اس کے ذریعے ڈاک بھیجی جاتی ہے۔ ہمارے ضلعے میں ریل گاڑی اور بس کے ذریعے ڈاک بھیجی جاتی ہے۔ دوسرے ملکوں اور بڑے بڑے شہروں میں ڈاک ہوائی جہاز کے ذریعے بھیجی جاتی ہے۔

دوسرے شہر میں محکمۂ ڈاک والے وہ سارے خط لے لیتے ہیں۔ پھر ایک ڈاکیا گھر گھر جا کر خط تقسیم کرتا ہے۔

ڈاک میں خط کے علاوہ پیسے اور چھوٹی چیزیں بھی بھیجی جا سکتی ہیں۔ ڈاک سے پیسے بھیجنے کو منی آرڈر کرنا کہتے ہیں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ چیزیں بھیجنے

کے لیے انھیں پیکٹوں میں بند کر دیتے ہیں۔ ایسے پیکٹوں کو پارسل کہتے ہیں۔

تار تار کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغام جلدی بھیجا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ طریقہ خط سے مہنگا ہے اور پھر تار دینے کے لیے تار گھر جانا پڑتا ہے۔ تار گھر بھی ڈاک خانے کی طرح کا ایک دفتر ہوتا ہے۔ تار گھر میں تار فارم پڑے ہوتے ہیں۔ تار بھیجنے والا تار فارم پر مختصر پیغام لکھتا ہے۔ جس کو تار بھیجنا ہو اس کا نام اور پتا لکھتا ہے اور یہ فارم تار بابو کو دے دیتا ہے۔ تار بابو تار کے لفظ گن کر پیسے لے لیتا ہے۔ جتنا لمبا پیغام ہوگا اتنے زیادہ پیسے خرچ ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ تار پر پیغام مختصر لکھا جاتا ہے۔

تار بابو ایک مشین کے ذریعے پیغام اس جگہ پہنچا دیتا ہے جہاں ہم بھیجنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف کے تار گھر میں پڑی ایک مشین پر یہ پیغام آ جاتا ہے۔ پھر تار گھر کا ایک آدمی یہ تار لے کر لکھے گئے پتے پر پہنچا دیتا ہے۔

ٹیلی فون ضلع نارووال کے ہر شہر اور قصبے میں ٹیلی فون موجود ہے۔ ٹیلی فون ایک ایسا آلہ ہے جس کی مدد سے ایک جگہ کا آدمی دوسری جگہ کے آدمی سے بات چیت کر سکتا ہے۔ اس طرح ٹیلی فون پیغام دینے اور بات چیت کرنے



کا سب سے تیز ذریعہ ہے۔ آج کل ٹیلی فون کے ذریعے دور دراز کے ملکوں میں رہنے والے عزیزوں سے بھی بات کی جاسکتی ہے۔

ٹیلی فون کا ایک حصہ آواز سننے کے لیے ہوتا ہے۔ اس حصے کو ہم کان کے ساتھ لگا لیتے ہیں۔ اس حصے میں دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ دوسرا حصہ بولنے کے لیے ہوتا ہے۔ اس حصے کو منہ کے پاس لاکر بولتے ہیں اور ہماری آواز دوسری طرف سنائی دینے لگتی ہے۔ اس طرح ہم فوراً ہی بات چیت کرسکتے ہیں۔

ریڈیو | ریڈیو کے ذریعے ہم اپنے ملک اور دنیا کے کونے کونے سے خبریں اور دوسرے پروگرام سن سکتے ہیں۔ ریڈیو سے بچوں کے لیے معلوماتی پروگرام، کہانیاں اور دوسرے دلچسپ پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ رضیہ کو بچوں کے پروگرام میں کہانی بہت پسند ہے۔

آپ سوچتے تو ہوں گے کہ ریڈیو میں آواز کیسے آجاتی ہے۔ بچو! جس جگہ سے ریڈیو پروگرام نشر کیے جاتے ہیں اسے ریڈیو سٹیشن کہتے ہیں۔ ریڈیو سٹیشن ایک ایسا کمرہ ہے جہاں جو کچھ بولا جائے وہ بجلی کے ذریعے ہوا میں پھیل جاتا ہے۔ اسے ریڈیو کی لہر کہتے ہیں۔ جب ہم اپنا ریڈیو کھولتے ہیں تو یہ لہریں ریڈیو کے ذریعے دوبارہ آوازیں بن جاتی ہیں۔ اس طرح ہمیں وہی آواز سنائی دینے لگتی ہے جو ریڈیو سٹیشن سے بولی جا رہی ہو۔

ٹیلی ویژن ٹیلی ویژن اس صدی کی بہت اہم ایجاد ہے۔ ٹیلی ویژن میں بولنے والے کی آواز کے ساتھ ساتھ اس کی تصویر بھی دکھائی دیتی ہے۔ جس حصے پر تصویر نظر آتی ہے اسے ٹی وی سکرین کہتے ہیں۔ ریڈیو کی طرح ٹیلی ویژن کا بھی سٹیشن ہوتا ہے۔ اس سٹیشن سے تصویر اور آواز لہروں کے ذریعے ٹیلی ویژن تک آتی ہے۔



ٹیلی ویژن دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک جس پر تصویریں کالی اور سفید ہوتی ہیں اور دوسرے میں تصویریں رنگین دکھائی دیتی ہیں۔ ٹیلی ویژن پر اچھے اچھے پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ بچوں کے لیے بھی کئی پروگرام ہوتے ہیں۔ کارٹون پروگرام تو بچوں کو بہت ہی پسند ہے۔ لیکن بچو! ہمیں صرف فارغ وقت میں ٹیلی ویژن دیکھنا چاہیے۔ پہلے سکول کا کام ختم کریں، پھر ٹیلی ویژن دیکھیں۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ہم ٹیلی ویژن سے کم از کم تین میٹر دور بیٹھ کر اسے دیکھیں۔ زیادہ قریب بیٹھنے سے نظر خراب ہو جاتی ہے۔

اخبار پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں اخبار چھاپے جاتے ہیں۔ اخبار صبح سویرے ہی ہر شہر میں پہنچا دیے جاتے ہیں۔ خبریں، دنیا کے کونے کونے سے اخبار

کے دفتر میں آتی ہیں۔ اخبار والوں کا دفتر ان خبروں کو ترتیب دیتا ہے اور پھر اخبار کی صورت میں چھاپ دیتا ہے۔

سوالات

مختصر جواب دیں۔

1- ڈاک کے ذریعے آپ کون سے تین کام کر سکتے ہیں؟

2- ملک اور دنیا کی خبریں ہمیں کن ذریعوں سے مل سکتی ہیں؟

3- اسلم کا پانچویں میں وظیفہ آیا ہے۔ وہ اپنے چچا کو بہت جلدی اطلاع دینا چاہتا ہے۔ بتائیے اسلم کیا کرے؟

4- شاہد کے ابو دوبئ رہتے ہیں۔ شاہد ان سے کوئی ضروری بات فوراً پوچھنا چاہتا ہے۔ بتائیے وہ کیا کرے؟

5- ریڈیو سے نشر ہونے والے اپنی پسند کے پروگرام کا نام لکھیں؟

6- ٹیلی ویژن پر اپنی پسند کے پروگراموں کے نام لکھیں؟

ضلعے کا انتظام

ایک دن سارہ نے اپنے ابو جان سے پوچھا "ابو جی! ہمارے ضلعے کا انتظام کیسے چلتا ہے۔" ابو نے سارہ کو بتایا کہ حکومت نے ضلعے کے انتظام کے لیے کئی ایک محکمے کھول رکھے ہیں۔ یہ محکمے لوگوں کے مسائل حل کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ محکمے ضلعے کی ترقی کے لیے کام کرتے ہیں۔ مثلاً لوگوں کی تعلیم کے لیے مختلف علاقوں میں سکول کھولتے ہیں۔ ان کی صحت کی دیکھ بھال کے لیے ہسپتال کھولتے ہیں۔ ہر محکمے کا ایک سربراہ یا آفیسر ہوتا ہے۔ وہ اپنے محکمہ کے کام کی نگرانی کرتا ہے۔ محکمے کے تمام کارکن لوگوں کی سہولت اور بہتری کے لیے کام کرتے ہیں۔

ابو نے یہ بھی بتایا کہ ہمارے ضلعے کا صدر مقام نارووال ہے۔ اس میں ضلعے کی سطح کے تمام محکموں کے دفتر قائم ہیں۔ یہاں ضلعے کی کچہریاں بھی ہیں۔

ڈپٹی کمشنر

سارہ نے پوچھا کہ ابو جان، ضلعے میں انتظام کون چلاتا ہے۔ ابو جان نے بتایا، ضلعے کا انتظام ڈپٹی کمشنر چلاتا ہے۔ اسے لوگ ڈی سی بھی کہتے ہیں۔ ہمارے ضلعے نارووال کی کچہری میں اس کا دفتر موجود ہے۔ اس کے دفتر پر پاکستان کا جھنڈا لہرا رہا ہوتا ہے۔ ضلعے میں امن و امان قائم رکھنا اس کی ذمہ داری ہے۔

پولیس

ابو نے سارہ سے پوچھا "اچھا تو سارہ یہ بتاؤ پولیس کے ذمہ کیا کام ہے؟" سارہ نے بتایا، "ابو جی! پولیس چوروں کو پکڑتی ہے۔" ابو نے کہا "یہ بات تو ٹھیک

ہے مگر اس کے علاوہ پولیس ضلع میں امن و امان قائم رکھنے میں ڈپٹی کمشنر کی مدد کرتی ہے۔ پولیس لوگوں کی حفاظت کرتی ہے۔ چوروں کو پکڑ کر سزا دلواتی ہے۔ ضلع کے سب سے بڑے پولیس آفیسر کو سپرنٹنڈنٹ پولیس کہتے ہیں۔ عام طور پر لوگ اسے ایس۔پی کے نام سے بھی پکارتے ہیں۔"

ابو نے بتایا کہ ہر ضلع کی طرح نارووال میں بھی کئی ایک تھانے ہیں۔ ہر تھانے کا ایک چھوٹا سا علاقہ ہوتا ہے۔ اس علاقے میں رہنے والے لوگوں کی جان و مال کی حفاظت اس تھانے کی پولیس کے ذمے ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص تھانے میں شکایت لے کر جاتا ہے تو تھانے کا اہل کار ایک رجسٹر میں اسے درج کر لیتا ہے۔ اسے رپٹ درج کرنا کہتے ہیں۔ بعد میں تھانے کی پولیس اس شکایت کو ختم کرنے کے لیے ضروری کارروائی کرتی ہے۔ دراصل پولیس عوام کی خدمت کے لیے ہوتی ہے۔

عدالت

سارہ نے ابو کو بتایا "ابو جی! پولیس چوروں کو سزا بھی تو دیتی ہے"۔ ابو نے ہنس کر بتایا، "سارہ بیٹے! جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو نقصان پہنچاتا ہے تو پولیس والے اسے پکڑ کر اس علاقہ کے مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ایسے شخص کو ملزم کہا جاتا ہے۔ مجسٹریٹ پولیس والوں سے پوری بات سنتا ہے، اور پھر ملزم سے ساری تفصیل پوچھتا ہے۔ اس کے بعد وہ فیصلہ کرتا ہے۔ اگر ملزم نے واقعی کوئی قصور کیا ہو تو مجسٹریٹ سزا دیتا ہے۔ اگر ملزم نے کوئی قصور نہ کیا ہو تو اسے چھوڑ دیتا ہے۔ مجسٹریٹ کے دفتر کو عدالت کہتے ہیں"۔

ابو نے مزید بتایا کہ ضلع کی بڑی عدالت کو سیشن جج کی عدالت کہتے ہیں۔ اس عدالت

میں ڈاکہ، قتل، اغوا، چوری اور مار پیٹ کے مقدمے پیش کیے جاتے ہیں۔ ایسے مقدموں کو فوجداری مقدمے کہتے ہیں۔

سارہ نے پوچھا، "ابو جان! زمین اور جائیداد کے جھگڑوں کو کیا کہتے ہیں؟" ابو جان نے بتایا کہ زمین یا جائیداد کے جھگڑوں کے مقدموں کو دیوانی مقدمے کہتے ہیں۔ ایسے مقدموں کے فیصلے سول جج کرتے ہیں۔ اس قسم کے مقدموں کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ یہ مکان، زمین یا جائیداد میری ہے، جبکہ دوسرا فرد کہتا ہے، نہیں یہ میری ہے۔ عدالت اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ اصل مالک کون ہے۔

سارہ نے کہا، "ابو جان! عدالتیں تو اچھا کام کرتی ہیں۔ یہ بھی ضلعے میں امن و امان قائم رکھنے میں مدد کرتی ہے۔" ابو جان نے بتایا، "ہاں یہ بات ٹھیک ہے۔ ایک اور بات بھی یاد رکھو کہ عدالت میں کچھ لوگ کالا کوٹ پہنے ہوئے موجود ہوتے ہیں۔ ان کو وکیل کے نام سے پکارتے ہیں۔ وکیلوں نے قانون کی تعلیم حاصل کی ہوتی ہے۔ یہ مختلف مقدمات کا فیصلہ کرنے میں عدالت کی مدد کرتے ہیں۔"

محکمۂ تعلیم ضلعے میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے انتظام کی ذمہ داری محکمۂ تعلیم کی ہوتی ہے۔ یہ نئے سکول کھولتا ہے۔ تعلیم دینے کے لیے اچھے استاد مقرر کرتا ہے۔ سکولوں میں پڑھنے لکھنے کا سامان پہنچاتا ہے۔ ہمارے ضلعے میں لڑکے اور

لڑکیوں کے سکولوں کے انتظام کے لیے الگ الگ دفتر ہیں۔ جن کے سربراہ کو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کہتے ہیں۔ ان کو ڈی۔ای۔او بھی کہتے ہیں۔ یہ ضلعے کے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ تحصیل کی سطح پر سکولوں کے انتظام کے لیے ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر ہوتے ہیں جبکہ تحصیل کے چھوٹے چھوٹے علاقوں میں سکولوں کی نگرانی کے لیے اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر مقرر کیے جاتے ہیں۔

سارہ نے کہا۔ "ابو، تعلیم کے انتظام کی تو بات سمجھ آ گئی۔ لیکن لوگوں کی صحت کی دیکھ بھال کون سا محکمہ کرتا ہے؟" ابو جان نے بتایا۔ سارہ! اب یہ بھی سن لو۔

محکمۂ صحت

لوگ جب بیمار ہوتے ہیں تو ہر ضلعے میں محکمۂ صحت ان کے علاج اور دیکھ بھال کا انتظام کرتا ہے۔ یہ محکمہ ہر ضلعے میں لوگوں کے علاج معالجے کے لیے مختلف مقامات پر ہسپتال کھولتا ہے۔ جہاں پر ڈاکٹر موجود ہوتے ہیں۔



وہ ہر مریض کا اچھی طرح معائنہ کرتے ہیں اور پھر دوائی تجویز کرتے ہیں۔ مریضوں کو دوائی ہسپتال سے مل جاتی ہے۔ سارہ بولی، "ہاں! ابو جی! ایک دن میں

ہسپتال گئی تو دیکھا کہ بہت سے مریض الگ الگ بستروں پر لیٹے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر ان کو چیک کر رہے تھے اور وہاں کی نرسیں ان کو دوائیاں کھلا رہی تھیں۔" ابو جان نے کہا۔ "ہاں سارہ بیٹے' جب کوئی مریض زیادہ بیمار ہو تو اسے ہسپتال میں رکھتے ہیں۔ اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جاتی ہے اور جب اس کو آرام آ جاتا ہے تو اسے ہسپتال سے فارغ کر دیا جاتا ہے۔"

سارہ نے کہا۔ ابو جی! اس کا مطلب یہ ہوا کہ بیمار لوگوں کے آرام اور علاج کے لیے ہسپتال بنانا بہت ضروری ہیں۔ ابو نے بتایا کہ ہاں' محکمۂ صحت ہسپتال کھولتا ہے۔ لوگ بھی چھوٹے چھوٹے شفاخانے قائم کرتے ہیں۔ وہاں پر ڈاکٹر لوگوں کا علاج بھی کرتے ہیں اور بیماریوں کی روک تھام کے لیے لوگوں کو مشورے بھی دیتے ہیں۔ محکمۂ صحت کی ذمہ داری ہے کہ علاقے کی صفائی کا انتظام کرے اور جہاں بہت زیادہ گندگی ہو' وہاں پر دوائی چھڑکوائے۔ یہ محکمۂ مختلف بیماریوں سے بچنے کے لیے ٹیکے لگانے کا انتظام بھی کرتا ہے۔ محکمہ صحت کے بڑے آفیسر کو ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کہتے ہیں۔

سارہ نے کہا' "ابو جی۔ بہت شکریہ' آپ نے تو بہت اچھی باتیں بتائیں ہیں۔" ابو جان نے سارہ کو کہا' "ایک بات اور بھی ذہن میں رکھو۔ ضلعے میں شہری علاقے بھی ہوتے ہیں اور دیہاتی علاقے بھی۔ دیہات کی ترقی کے لیے بھی ایک اور دفتر قائم ہوتا ہے۔"

سارہ نے پوچھا کہ ابو جی! وہ کونسا دفتر ہے اور وہ کیا کام کرتا ہے؟

ضلع کونسل ابو نے بتایا کہ ضلعے کے دیہاتی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کی خدمت کے لیے ایک ضلع کونسل ہوتی ہے۔ اس کا دفتر ضلعے کے صدر مقام میں ہوتا ہے۔ ہمارے ضلعے کی ضلع کونسل کا دفتر نارووال میں موجود ہے۔ ضلع کونسل اپنے ضلعے کے دیہاتوں میں صحت و صفائی کا انتظام کرتی ہے۔ لوگوں کی سہولت و آرام کے لیے چھوٹی چھوٹی رابطہ سڑکیں بناتی ہے۔

میونسپل کمیٹی سارہ نے پھر پوچھا "ابو جی' کیا شہر کے لوگوں کے لیے بھی کوئی ایسا دفتر یا ادارہ موجود ہے؟" ابو نے بتایا کہ ہاں بیٹے! شہروں اور قصبوں میں رہنے والے لوگوں کی خدمت' آرام اور سہولت کے لیے میونسپل کمیٹی یا ٹاؤن کمیٹی ہوتی ہے۔ یہ بھی اپنے علاقے میں صحت و صفائی کا انتظام کرتی ہیں۔ بعض کمیٹیوں نے تو اپنے علاقے میں تعلیم عام کرنے کے لیے سکول بھی کھولے ہوئے ہیں۔ کمیٹیاں گندے پانی کے نکاس کے لیے پختہ نالیاں بھی بناتی ہیں۔ آمدورفت کے لیے پختہ گلیاں اور سڑکیں بناتی ہیں۔ لوگوں کی بہتری کے لیے اور کئی منصوبے بناتی رہتی ہے۔ گھروں تک پینے کا صاف پانی پہنچانا' ان کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ نارووال میں میونسپل کمیٹی موجود ہے۔ ابو نے مزید بتایا کہ ضلع نارووال کا انتظام چلانے کے لیے اسے دو تحصیلوں میں تقسیم کیا ہوا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں:-

1- تحصیل نارووال 2- تحصیل شکر گڑھ

رفاہی ادارے

حکومت نے مُلک کے مختلف علاقوں میں ایسے ادارے قائم کیے ہیں، جو عوام کی بھلائی اور سہولت کے لیے کام کرتے ہیں۔ ان کو رفاہی ادارے کہتے ہیں، یعنی لوگوں کی بھلائی اور بہتری کے لیے ادارے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ کون کون سے ادارے ہیں۔

سکول

ندیم تیسری جماعت میں پڑھ رہا ہے۔ یہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے اپنے محلے کے ایک سکول میں جاتا ہے۔ ندیم روزانہ بڑے شوق سے سکول پڑھنے جاتا ہے۔ اس کے استاد اس سے پیار کرتے ہیں کیونکہ ندیم اپنے سکول کا کام باقاعدگی سے کرتا ہے۔ ندیم کے سکول میں بہت سے کلاس روم ہیں۔



سکول میں کھیلنے کا میدان ہے۔ خوبصورت پودے اور درخت بھی لگے ہوئے ہیں۔ تمام بچے اپنے سکول سکول کو صاف رکھتے

ہیں اور یہاں پر اچھی اچھی باتوں کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ندیم کے سکول میں پانچویں جماعت تک پڑھائی ہوتی ہے۔ ندیم جب پانچویں جماعت پاس کرلے گا تو قریب ہی ایک ہائی سکول میں داخلہ لے گا۔ یہ ہائی سکول بہت بڑا ہے۔ ندیم کہتا ہے کہ میں اس سکول میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی گراونڈ میں فٹ بال، کرکٹ اور ہاکی کے کھیلوں میں بھی شریک ہوں گا۔ اس سے وہ مضبوط اور صحت مند ہوجائے گا۔

ندیم کی خالہ ایک گاؤں میں رہتی ہے۔ ندیم جب انھیں ملنے گیا تو معلوم ہوا کہ اس گاؤں میں ایک مڈل سکول ہے۔ جہاں پر آٹھویں جماعت تک تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کی خالہ نے ندیم کو بتایا کہ سکول سے وسیم اچھی باتیں اور عادتیں سیکھ کر آتا ہے۔ سکول میں پڑھنے سے وسیم بہت ہی محنتی لڑکا بن گیا ہے۔ استاد بڑی محنت اور محبت سے بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ یہ سب بچے تعلیم حاصل کر کے ملک کی بہتری اور ترقی کے لیے کام کریں گے۔

ندیم کی چھوٹی بہن کا نام حرا ہے۔ وہ اس سے بڑا پیار کرتا ہے۔ اب وہ پانچ سال کی ہوگئی ہے۔ اسے ایک قریبی پرائمری سکول میں داخل کرا دیں گے۔ حرا کو پڑھنے کا بہت ہی شوق ہے۔ اس سکول میں بڑی پیاری پیاری اور ننھی منھی لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ وہ سب صاف ستھرا لباس پہن کر آتی ہیں۔ اپنی کتابیں سنبھال کر رکھتی ہیں۔ ندیم اپنی امی جان کو بتا رہا تھا کہ وہ بڑا ہو کر ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرے گا اور لوگوں کا علاج کر کے ان کو سکھ اور آرام پہنچائے گا۔

ایک دن سکول میں پڑھاتے ہوئے استاد صاحب بتا رہے تھے کہ ضلع نارووال میں تقریباً ہر محلے' ہر قصبے' ہر موضع اور چک میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے سکول موجود ہیں۔

کالج ندیم کے ایک خالہ زاد بھائی خرم نے دسویں کا امتحان بڑے اچھے نمبروں میں پاس کر لیا ہے۔ اب وہ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے گورنمنٹ کالج میں داخل ہوا ہے۔ ایک روز ندیم' خرم کے ساتھ اس کے کالج گیا۔ اس نے دیکھا کہ کالج تو ہائی سکول سے بھی بہت بڑا ہے۔ بڑے بڑے کمرے ہیں اور کھیلنے کے لیے خوبصورت میدان بھی موجود ہیں۔ اس کالج میں ایف اے' بی اے' ایف ایس سی' بی ایس سی' ایم اے اور ایم ایس سی کی تعلیم کا انتظام موجود ہے۔ یہ بات اس کو اس کے خالہ زاد بھائی خرم نے بتائی۔ کالج کا انتظام اس کے پرنسپل صاحب کرتے ہیں۔ ندیم نے خرم سے کہا کہ میں بھی اب رات دن پڑھائی کروں گا اور اچھے نمبر حاصل کر کے اس کالج میں داخلہ لوں گا۔ یہاں پر استاد صاحبان بڑی محنت اور اچھے طریقے سے پڑھاتے ہیں۔

ہسپتال ایک روز ندیم کو بخار ہوگیا اور وہ کئی روز تک سکول نہ گیا۔ اس نے سکول سے چھٹی منظور کرائی۔ ندیم کے ابو اسے علاج کے لیے ایک ڈاکٹر کے پاس لے گئے۔ انھوں نے دوائی دی لیکن آرام نہ آیا۔ پھر اس کے ابو اسے ہسپتال لے گئے۔ اس ہسپتال میں اس علاقے کے اور بہت سے مریض بھی آئے ہوئے تھے۔

ڈاکٹر صاحب باری باری ہر مریض کو دیکھ کر اس کے لیے دوا تجویز کر رہے تھے۔ جب ندیم کی باری آئی تو ڈاکٹر صاحب نے ندیم کا اچھی طرح معائنہ کیا۔ ایک آلہ بھی لگا کر دیکھا اور پھر دوائی لینے کے لیے ایک پرچی لکھ دی۔ ہر مریض کو دوائی بھی ہسپتال سے مل جاتی ہے۔ ندیم کے ابو جان نے ڈاکٹر کی دی ہوئی پرچی دکھا کر ہسپتال کے ایک کمرے سے دوائی لے لی۔ ندیم یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ اس کے ابوجان نے دوائی کے لیے اور معائنہ کرنے کے لیے کوئی پیسے نہیں دیے۔ اس نے اپنے ابوجان سے اس بارے میں پوچھا۔

اس کے ابو جان نے بتایا کہ ہسپتال میں لوگوں کا علاج مفت ہوتا ہے۔ یہاں پر ڈاکٹروں اور دوسرے لوگوں کو تنخواہ حکومت کی طرف سے ملتی ہے۔ دوائیاں خریدنے اور ہسپتال بنانے کے لیے بھی حکومت ہی انتظام کرتی ہے۔ بعض دیہاتی علاقوں میں ڈسپنسریاں یعنی چھوٹے ہسپتال موجود ہیں۔ چھوٹی چھوٹی بیماریوں کا علاج یہاں پر کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی زیادہ بیمار ہو یا شدید زخمی ہو تو اس کا علاج بڑے ہسپتال میں کیا جاتا ہے۔ یہاں پر سارا انتظام حکومت نے کیا ہوتا ہے۔اس قسم کے انتظام سے لوگوں کو بہت سکھ اور آرام ملتا ہے۔

حیوانات کے ہسپتال

ایک روز استاد صاحب نے کلاس میں بتایا کہ انسانوں کی طرح جانوروں کی بیماریوں کا علاج کرنے کے لیے الگ ہسپتال ہیں۔ استاد صاحب ایک روز کلاس کے تمام بچوں کو حیوانات کا ہسپتال دکھانے لے گئے۔ انھوں نے

دیکھا کہ اس ہسپتال میں بہت سے جانور اور مویشی علاج کے لیے موجود تھے۔ ڈاکٹر بیمار جانوروں کے بارے میں ان کے مالکوں سے پوچھ کر اور جانوروں کا معائنہ کر کے علاج تجویز کر رہے تھے۔ بہت سے لوگ اپنی گائیں، بھینسیں، گھوڑے، خچر، مرغیاں، کبوتر، طوطے اور چھوٹے چھوٹے کتے علاج کے لیے حیوانات کے ہسپتال میں لائے تھے۔ حکومت نے ضلع کے صدر مقام پر اور چند ایک دیہاتوں اور قصبوں میں حیوانات کے ہسپتال کھول رکھے ہیں۔ اس سے لوگوں کے جانور، پرندے اور مویشی مرنے سے بچ جاتے ہیں۔



لوگ کچھ جانوروں سے کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں۔ بعض جانوروں سے دودھ حاصل کرتے ہیں اور ان کا گوشت کھاتے ہیں۔

کوآپریٹو بنک

ندیم کے چچا زمیندار ہیں۔ وہ گاؤں میں زمینوں کو کاشت کرتے ہیں۔ ایک روز وہ ندیم کے ابو کو ملنے آئے۔ انھوں نے بتایا کہ زمینوں کو کاشت کرنے کے لیے ایک ٹریکٹر خریدنا ہے، جس کے لیے رقم چاہیے۔ ندیم کے ابو

نے بتایا کہ کوآپریٹو بنک یہاں موجود ہے۔ یہ بنک ضرورت مند لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ مثلاً بیج خریدنے، مکانے بنانے اور مل جل کر ٹریکٹر خریدنے کے لیے آسان قسطوں پر قرضے دیتا ہیں۔ اگر کوئی گھریلو دستکاری لگانا چاہے تو اس کے لیے بھی یہ بنک قرضہ دیتا ہے۔ اس سے عام لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ندیم کے ابو نے اپنے بھائی کو مشورہ دیا کہ وہ بھی بنک سے قرضہ حاصل کرے۔ کوآپریٹو بنک کو لوگ مل جل کر چلاتے ہیں۔ لوگ اپنی بچت کی رقوم اس بنک میں جمع کراتے ہیں اور ضرورت کے وقت نکلوا کر خرچ کرتے ہیں۔

سوالات

1- مندرجہ سوالات کے جواب لکھیں۔

(i) پرائمری سکول میں کتنی جماعتیں ہوتی ہیں؟ ------------------------------

----

(ii) کوآپریٹو بنک کون چلاتا ہے؟ ------------------------------

----

(iii) جانوروں کا علاج کہاں پر ہوتا ہے؟ ------------------------------

----

(iv) ہسپتال کس لیے بنائے گئے ہیں؟ ------------------------------

----

حضرت آدم علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ انھیں علم سکھایا اور بہت عزت دی۔ فرشتوں کو بھی حکم دیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ سب فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا لیکن ایک فرشتہ، جس کا نام ابلیس تھا، نے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نہ مانا۔ اس لیے وہ ہمیشہ کے لیے شیطان کہلایا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی خاطر اماں حواؑ کو پیدا کیا۔ وہ بھی حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت میں رہنے لگیں۔ ایک دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حواؑ کو زمین پر جا کر رہنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ وہاں پر رہنے کے لیے انھیں سب کچھ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی کہ وہ شیطان سے بچ کر رہیں کیونکہ وہ انسانوں کا دشمن ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حواؑ نے زمین پر آکر اسے آباد کرنا شروع کیا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق زمین پر زندگی گزار دی۔ اپنی اولاد کو بھی ہدایت کی کہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانیں اور اسی کی عبادت کریں۔ اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں، نیک کام کریں اور مل جل

کر رہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں اللہ تعالیٰ کے پہلے نبی ہیں۔ آپؑ نے بڑی لمبی عمر پائی۔ انسان انھیں کی اولاد ہیں۔ ہم سب کو حضرت آدمؑ کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے اور شیطان کی پھیلائی ہوئی خراب باتوں سے بچنا چاہیے۔

سوالات

1- حضرت آدمؑ کو کس نے سجدہ کیا؟

2- حضرت آدمؑ نے اپنی اولاد کو کیا ہدایات دیں؟

3- اللہ تعالیٰ کے پہلے نبی کون تھے؟

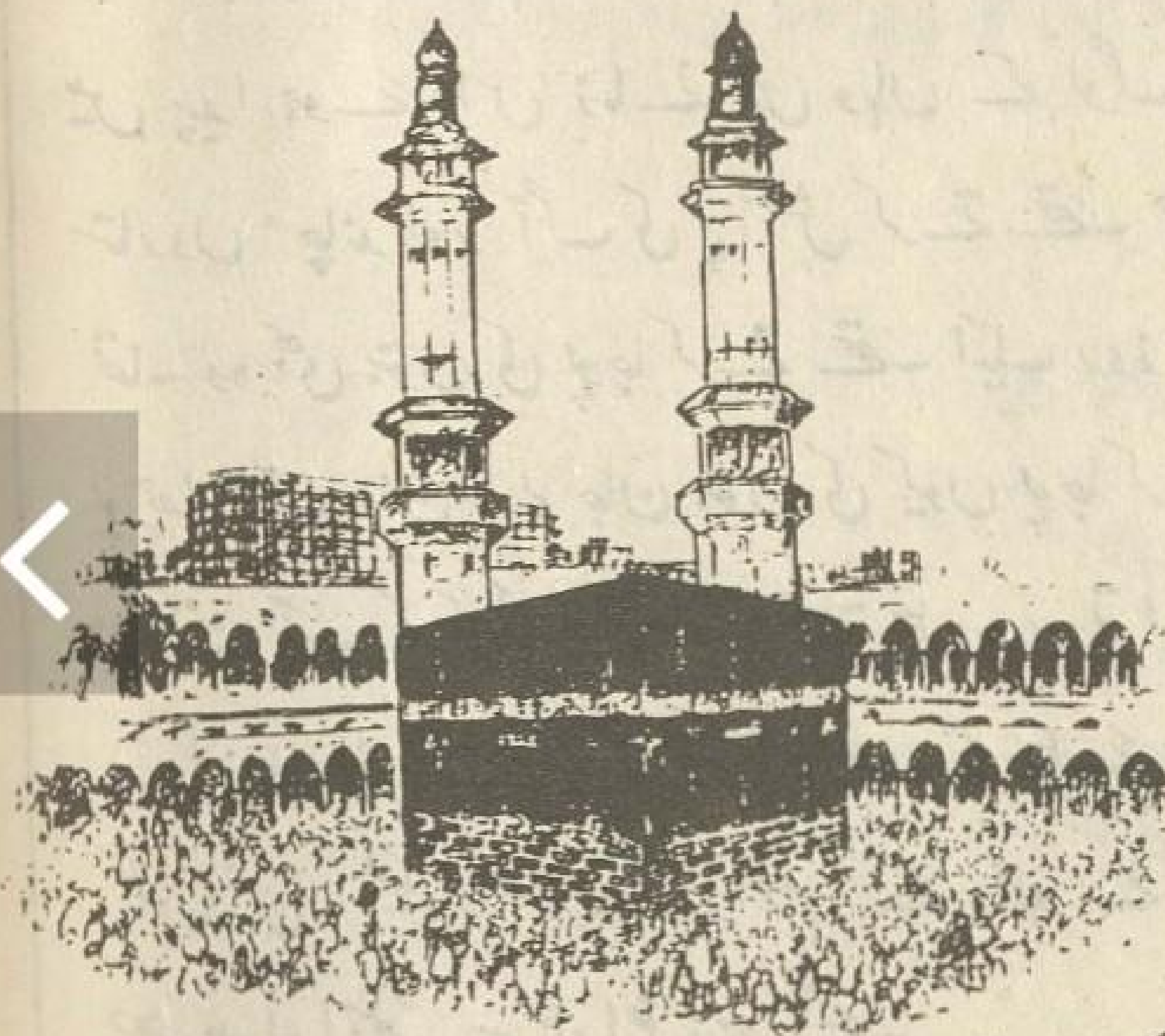
4- انسان کو شیطان سے بچنے کے لیے کیوں کہا گیا ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام تقریباً چار ہزار سال پہلے ملک عراق کے ایک شہر میں پیدا ہوئے۔اس زمانے میں وہاں کے لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ بعض ستاروں، چاند اور آگ کی پرستش کرتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر تھا۔ وہ بھی بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد سے پوچھا ”آپ ان بے جان بتوں کی کیوں پوجا کرتے ہیں؟ یہ نہ دیکھتے ہیں، نہ سنتے ہیں، نہ آپ کو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ یہ تو اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتے۔“ آپؑ نے اپنے والد سے کہا کہ وہ شیطان کے بتائے ہوئے راستے پر نہ چلیں بلکہ خدا کا حکم مانیں۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ کے والد نے کوئی بات نہ مانی بلکہ وہ اپنے بیٹے حضرت ابراہیمؑ سے ناراض ہو گئے۔

ایک دن حضرت ابراہیمؑ بت خانے میں گئے اور وہاں پر موجود سوائے ایک بڑے بت کے سب بتوں کو توڑ ڈالا۔ جب لوگ آئے تو سخت حیران ہوئے۔انھوں نے پوچھا ”اے ابراہیمؑ! کیا یہ سب کچھ تُو نے کیا ہے؟“ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو جواب دیا کہ اپنے اس بڑے بت سے پوچھ لو، جس کی تم عبادت کرتے ہو۔“ مگر وہ بت کیسے بولتا اور بتاتا، کیونکہ بت تو بول نہیں سکتا۔ لوگ بہت شرمندہ ہوئے۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کو سمجھایا کہ تم بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہو؟ یہ نہ

تو بولتے ہیں، نہ سنتے ہیں اور نہ ہی دیکھتے ہیں۔ اس لیے تم ان کو چھوڑ کر سیدھی راہ پر آجاؤ - خدا کو ایک مانو۔ صرف اسی کی عبادت کرو۔ سورج، چاند، ستارے اور یہ بت خدا نہیں ہیں۔ بت تو اپنی حفاظت نہیں کر سکتے۔ تمھاری کیا مدد کریں گے؟



آپؑ کی یہ بات سن کر کافر غصے میں آ گئے۔ انھوں نے آگ جلائی اور اس میں آپؑ کو پھینک دیا، مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ اور آپؑ کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچی۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے لیکن سیدھی راہ پر پھر بھی نہ آئے۔

اس زمانے میں ملک عراق پر ایک بادشاہ نمرود کی حکومت تھی۔ یہ اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے نمرود سے کہا "تو خدا نہیں ہے۔ خدا تو وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے۔ اگر تو خدا ہے تو سورج مغرب سے نکال کر دکھا" نمرود کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہ تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے بتایا کہ خدا ایک ہے۔ اسی نے ساری دنیا کو پیدا کیا ہے۔ اسی کی عبادت کرنی چاہیے لیکن

نمرود پر اس بات کا کوئی اثر نہ ہوا۔

حضرت ابراہیمؑ کو خدا کا حکم ملا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو اس کی راہ میں قربان کر دیں۔ آپؑ فوراً اس حکم کو ماننے کے لیے تیار ہو گئے۔ آپؑ نے حضرت اسماعیلؑ سے خدا کے حکم کا ذکر کیا تو انھوں نے بھی فوراً اس حکم پر عمل کرنے کے لیے کہا۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے زمین پر لٹا دیا اور چھری چلانا شروع کی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے فرشتے حضرت جبرائیلؑ آئے۔ انھوں نے خدا کا یہ پیغام پہنچایا کہ اے ابراہیمؑ، آپؑ آزمائش میں پورے اترے ہیں اور آپؑ نے خدا کا حکم مان کر اسے راضی کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ قربانی پسند آئی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کی جگہ جانور کی قربانی کا حکم دیا۔ حضرت اسماعیلؑ زندہ رہے۔ مسلمان ہر سال اس قربانی کی یاد میں عیدالضحیٰ کے موقع پر اپنی حیثیت کے مطابق قربانی کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نہایت رحم دل، مہمان نواز اور خدا سے محبت کرنے والے تھے۔ آپؑ نے اللہ کی ہر بات مانی اور لوگوں کو بتایا کہ خدا ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ آپؑ سے بہت خوش ہوئے اور آپؑ کو بہت بڑا مرتبہ دیا اور آپؑ کو اپنا دوست بنا لیا۔ اسی لیے آپؑ کو خلیل اللہ کہا جاتا ہے۔ آپؑ کی دعا سے آپؑ کی نسل میں حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، اللہ کے آخری نبی ہوئے۔

خانہ کعبہ جسے اللہ کا گھر کہتے ہیں، حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت

اسماعیلؑ نے مل کر تعمیر کیا۔ دنیا کے تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کے اس گھر یعنی خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور ہر سال وہیں حج کرنے جاتے ہیں۔

سوالات

1- حضرت ابراہیمؑ کس ملک میں پیدا ہوئے؟

2- حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد کو کیا سمجھایا؟

3- حضرت ابراہیمؑ نے اپنے کس بیٹے کو قربانی کے لیے پیش کیا؟

4- حضرت ابراہیمؑ کو خلیل اللہ کیوں کہتے ہیں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی بھلائی اور ان کو سیدھی راہ پر چلانے کے لیے دنیا میں بہت سے نبی بھیجے ہیں۔ ان میں سے ایک نبی حضرت عیسیٰؑ تھے۔ آج سے تقریباً دو ہزار سال پہلے حضرت عیسیٰؑ فلسطین میں پیدا ہوئے۔ آپؑ کی والدہ محترمہ حضرت مریمؑ تھیں۔ حضرت عیسیٰؑ کو ایسی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا جس میں بہت سی برائیاں موجود تھیں۔ وہ ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر کھا جاتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ نے ان لوگوں کو سمجھایا اور کہا کہ خدا کو ایک مانو۔ اسی کی عبادت کرو، کسی پر ظلم نہ کرو۔ چند لوگوں نے تو حضرت عیسیٰؑ کی بات کو سچ مانا اور ایمان لے آئے لیکن بہت سے لوگ ایسے تھے جو آپؑ کی باتوں کو نہ مانتے تھے۔ آپؑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ اندھوں کی آنکھیں ٹھیک کر دیتے تھے اور بیماروں کو تندرست کر دیتے تھے۔ آپؑ جدھر جاتے بیمار لوگ آپؑ کے گرد جمع ہو جاتے۔ آپؑ لوگوں سے محبت اور احترام سے پیش آتے تھے۔ کسی سے نفرت نہیں کرتے تھے۔

بعض لوگ آپؑ کے دشمن ہو گئے۔ انھوں نے بادشاہ کو شکایت کی کہ آپؑ

لوگوں میں ایک نیا مذہب پھیلا رہے ہیں۔ آپؑ جادو سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ رعایا کے سب لوگ بادشاہ کے مخالف ہو جائیں گے اور حکومت پر قبضہ کر لیں گے۔ انھوں نے بادشاہ کو بہت بھڑکایا۔ بادشاہ کو بھی بہت غصہ آیا اور اس نے اپنے لوگ بھیج کر انھیں پکڑ لیا۔ بادشاہ نے آپؑ کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے کا حکم دیا، مگر ایسا کرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اپنی طرف اٹھا لیا۔

سوالات

1- حضرت عیسیٰؑ کہاں پیدا ہوئے؟

2- حضرت عیسیٰؑ کی والدہ محترمہ کا کیا نام تھا؟

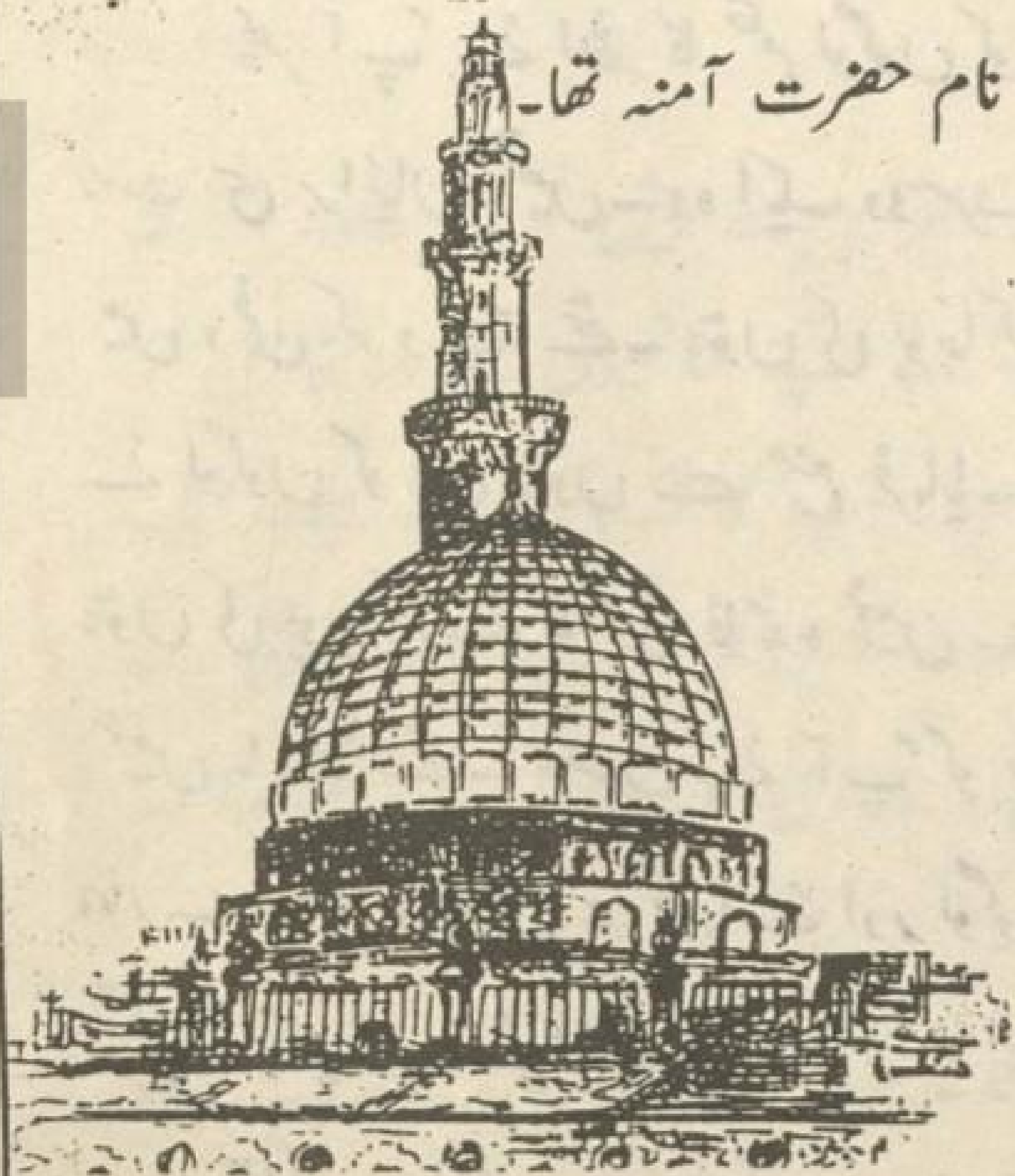
3- حضرت عیسیٰؑ لوگوں سے کیا کہتے تھے؟

----

4 حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا کرتے تھے؟

ہمارے پیارے نبی حضرت مُحمّد صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

بچو! ہمارے پیارے نبی کا نام حضرت مُحمّدؐ صلّی اللہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَ سَلّم ہے۔ آپؐ آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال پہلے مکہ مکرمہ کے شہر میں پیدا ہوئے۔ آپؐ کے والد کا نام حضرت عبداللہ اور والدہ کا نام حضرت آمنہ تھا۔



حضرت رسول پاکؐ کی پرورش آپؐ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے کی کیونکہ آپؐ کے والد آپؐ کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ آپؐ کے دادا کے فوت ہونے کے بعد آپؐ کے چچا حضرت ابو طالب نے آپؐ کی پرورش کی۔

آپؐ شروع سے ہی اچھی عادتوں کے مالک تھے۔ ہمیشہ سچ بولتے، کسی کو تنگ نہ کرتے اور کسی کے ساتھ دھوکا نہ کرتے تھے۔ لوگوں کے ساتھ ایمانداری سے پیش آتے۔ آپؐ کی ان اچھائیوں کی وجہ سے لوگ آپؐ کو صادق اور امین کہتے تھے۔

آپؐ نے جوان ہوتے ہی تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے شادی کی۔

آپؐ اکثر مکہ مکرمہ کے قریب غار حرا میں جا کر عبادت کرتے رہتے تھے۔ ایک روز آپؐ غار حرا میں عبادت کر رہے تھے کہ اللہ کا ایک فرشتہ آیا۔ اس نے اللہ کا پیغام دیا کہ آپؐ اللہ کے نبی ہیں اور آپؐ کو قرآن پاک کی کچھ آیات پڑھائیں۔

پھر آپؐ نے اللہ کا حکم لوگوں کو سنانا شروع کیا۔ اس زمانے میں لوگوں میں بہت سی برائیاں تھیں۔ وہ ایک دوسرے کو قتل کر دیتے تھے۔ بیٹیوں کو زندہ زمین میں دفن کر دیتے تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ جھوٹ بولتے تھے۔ رسول پاکؐ نے لوگوں کو ان باتوں سے منع فرمایا۔ لوگوں کو یہ بھی کہا کہ اللہ کی عبادت کرو بتوں کی پوجا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ شروع شروع میں تو لوگ آپؐ کی بات نہیں مانتے تھے۔ انھوں نے آپؐ کو طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کر دیا لیکن ہمارے رسولؐ بالکل نہ گھبرائے اور لوگوں کو سیدھی راہ پر لانے کی کوشش جاری رکھی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

"اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند کو بائیں ہاتھ پر رکھ دیں، تب بھی میں اپنے کام سے باز نہیں آؤں گا۔ چاہے اس کوشش میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔"

بچو! ہمارے پیارے رسول پاکؐ کو اللہ کے حکم کو پھیلانے کے لیے بڑی کوشش اور محنت کرنا پڑی۔ انھوں نے اللہ کی ہدایت پھیلانے کے دوران بہت سی مصیبتیں اٹھائیں۔ آپؐ کو پتھر مارے گئے۔ آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ کھانا پینا بند کیا گیا۔ اتنے ظلم سہنے کے باوجود بھی آپؐ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے "اے اللہ ان لوگوں کو معاف کر دے۔ یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں"۔

حضور پاکؐ لوگوں سے بڑے پیار اور احترام سے پیش آتے تھے۔ آہستہ آہستہ لوگ مسلمان ہونا شروع ہو گئے۔ آپؐ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر لوگوں کو اچھے کاموں کی ہدایت کی لیکن کافر ہمیشہ آپؐ کو تنگ کرتے رہے۔ ایک مرتبہ کافروں نے آپؐ کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے کا پروگرام بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیج کر آپؐ کو اس بارے میں اطلاع دے دی اور ساتھ ہی حکم ہوا کہ آپؐ مکے سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔

مدینے کے بعض لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ جب رسول پاکؐ مدینے پہنچے تو وہ سب لوگ بہت خوش ہوئے۔ آپؐ نے مدینے میں ایک جگہ زمین خریدی اور وہاں پر مسجد بنائی تاکہ لوگ نماز پڑھ سکیں۔ آپؐ یہاں پر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام سناتے تھے۔ اس مسجد کو مسجد نبوی کہا جاتا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر آپؐ نے خود اپنے ہاتھوں سے کی۔

کافروں نے مسلمانوں کو بہت تنگ کیا۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ بار بار جنگ کرتے رہے لیکن فتح پھر بھی مسلمانوں کی ہوئی ۔ مسلمانوں نے آخر کار مکہ بھی فتح کر لیا اور خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کر دیا ۔ جس روز مکہ فتح ہوا اس روز ہمارے پیارے رسول پاکؐ نے تمام دشمنوں کو معاف کر دیا ۔ یہ دیکھ کر بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ آپؐ نے تریسٹھ (63) سال کی عمر پائی اور آپؐ کا روضہ مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

آپؐ بزرگوں کا بڑا احترام کرتے تھے ۔ بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ غلاموں سے آپؐ عزت اور مہربانی سے پیش آتے تھے ۔ اپنے ہمسائیوں کی مدد کرتے تھے اور عورتوں کی عزت کرتے تھے۔ آپؐ کسی سے کوئی وعدہ کرتے تو پورا کرتے۔ آپؐ کافروں سے بھی اچھا سلوک کرتے تھے۔ آپؐ مہمان کی ہر طرح سے دیکھ بھال کرتے۔ اگر کوئی سوالی آ جاتا تھا تو جو کچھ بھی ہوتا اسے دے دیتے تھے۔ آپؐ کو تمام دنیا کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا اور آپؐ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں۔

بچو! ہمارے رسول پاکؐ کی یہ پیاری پیاری باتیں ہی تو تھیں جن کی وجہ سے سب آپؐ سے پیار کرتے تھے۔ چھوٹے بچے بھی آپؐ سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپؐ جب بھی بچوں کے پاس آتے تو ننھے منے بچے پیار سے آپؐ کا دامن پکڑ لیتے تھے۔ غریب، امیر، یتیم، کمزور، طاقتور، چھوٹے بڑے ... آپؐ سے بہت

محبت کرتے تھے - ہمارے پیارے رسول پاکؐ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم اللہ کی عبادت کریں۔ اللہ کو ایک مانیں، ہمیشہ سچ بولیں، لوگوں پر ظلم نہ کریں، بڑوں کی عزت کریں، چھوٹوں سے پیار کریں، ضرورت مند لوگوں کی مدد کریں اور نماز پڑھیں۔ ہمارے پیارے رسولؐ کا فرمان ہے کہ ہم اچھی باتیں سیکھ کر دوسروں کو بتائیں۔

آؤ، آج ہم وعدہ کریں کہ ہمیشہ ان اچھی باتوں پر عمل کریں گے۔

سوالات

خالی جگہ پُر کریں۔

(1) حضرت محمدؐ کو ان کی ایمانداری اور سچائی کی وجہ سے لوگ -------- اور -------- کہتے تھے۔

(2) مدینہ میں حضور پاکؐ نے مسجد -------- تعمیر کی۔

(3) آپؐ نے لوگوں کو ------ کی پوجا سے روکا۔

(4) آپؐ بچوں سے بہت --------کرتے تھے۔

(5) حضور پاکؐ کا روضہ مبارک ------- میں ہے۔

(6) آپؐ -------- سال کی عمر میں نبی بنے تھے۔

(7) رسول پاکؐ نے ہمیں اچھی ----- کی تعلیم دی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب بہترین ساتھی ہے
اس سے پیار کیجیے
اسے ضائع ہونے سے بچائیے

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ
21-ای-2 گلبرگ 3،
لاہور

عزیز طلبہ و طالبات

السّلام علیکم!

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ آپ کا اپنا ادارہ ہے جو نصاب کے مطابق معیاری کتابیں مہیا کرتا ہے۔ نصابی ضروریات کے علاوہ ان کتابوں کے ذریعے آپ میں اسلامی اقدار اور مُلک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کا شعور اُجاگر کیا جاتا ہے۔

یہ کتابیں تجربہ کار ماہرینِ تعلیم سے لکھوائی جاتی ہیں تاہم اگر کوئی بات وضاحت طلب رہ گئی ہو تو یقیناً آپ کے اساتذہ اس کمی کو پورا کر سکتے ہیں۔ کتابوں کو مزید بہتر بنانے کے لیے آپ کے اور آپ کے اساتذہ اور والدین کے مشوروں کے لیے ہم آپ کے ممنون ہوں گے۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتابیں بورڈ کے اس خاص نشان سے پہچانی جاتی ہیں جو ہر کتاب کے سرورق پر چھپا ہوتا ہے۔

فقط والسّلام

آپ کا خیر اندیش

ڈاکٹر عبد الرحمٰن چوہدری

چیئرمین

تیار کردہ : پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور
بطور سول ٹیکسٹ بک برائے مدارس ضلع نارووال۔
منظور کردہ ، وفاقی وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان اسلام آباد

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد کشورِ حسین شاد باد
تو نشانِ عزمِ عالی شان ارضِ پاکستان!
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام قوتِ اخوتِ عوام
قوم، ملک، سلطنت پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مراد

پرچم ستارہ و ہلال رہبرِ ترقی و کمال
ترجمانِ ماضی شانِ حال جانِ استقبال
سایۂ خدائے ذوالجلال

سیریل نمبر 0 3 2

ایڈیشن (تجرباتی)	طباعت	تاریخ اشاعت	تعداد	قیمت
اوّل	سوم	مارچ 1997	5000	13.65